قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 25/ اگست 2022ء | 27/ محرم 1444 ہجری قمری | 25/ ظہور 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:179

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۳﴾

(البقرہ: 223)

ترجمہ: یقیناً اللہ کثرت سے توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاک صاف رہنے والوں سے (بھی) محبت کرتا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

صاف ستھرا رہنے یا اچھے کپڑے پہننے سے ہرگز یہ مراد نہیں ہے اور یہ خیال دل میں نہیں آنا چاہئے کہ اپنے سے مالی لحاظ سے کم تر کسی شخص کے ساتھ نہ بیٹھوں۔ اگر یہ صورت ہو گی تو پھر تکبر ہے۔ ورنہ اچھے کپڑے پہننا اور صاف ستھرا رہنا، اچھے جوتے پہننا یہ تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا اظہار ہے۔ اور اگر تکبر ہو گا تو تب فرمایا کہ ایسے شخص کے لئے پھر جنت کے دروازے بند ہیں۔ اس لئے مومن اور دنیا دار میں یہی فرق ہے کہ وہ صاف ستھرا رہتا ہے، اچھے کپڑے پہنتا ہے اچھے جوتے پہنتا ہے اپنے گھر کو سجا کر رکھتا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو خوبصورتی پسند ہے یعنی اس کا یہ ظاہری خوبصورتی کا اظہار بھی اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے، اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہے اور کیونکہ مومن کا یہ اظہار اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اس لئے غریب آدمی کے ساتھ مالی لحاظ سے اپنے سے کم بھائی کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا اس کا پاس لحاظ رکھنا یہ بھی اس کے لئے ایسا ہی ہے جیسا کسی مالدار شخص کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اس کا پاس لحاظ کرنا ہے۔ یہ ہے اسلامی تعلیم کہ تم خدا تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں کا اپنے ظاہری رکھ رکھاؤ سے اظہار بھی کرو لیکن اس کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق ان غریبوں کا بھی خیال رکھو تاکہ ان کا ایک بھائی کی حیثیت سے حق پورا ادا ہو۔ حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نے جب آئی سی ایس کا امتحان پاس کیا تو سول سروس میں گئے کیونکہ برصغیر میں عموماً افسر اپنے آپ کو عام آدمی سے بالا سمجھتے تھے اور اب بھی اکثر پاکستان وغیرہ میں جو بیوروکریٹ ہیں سمجھتے ہیں کہ ہم کوئی ایسی شخصیت ہیں جو دوسروں سے بالا ہیں اور غریب آدمی کے وقت اور عزت کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی۔ حضرت میاں صاحب جب اپنے علاقے میں افسر بن کر گئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور نصائح کے علاوہ ان کو ایک یہ بھی نصیحت کی تھی کہ تمہارے گھر کا کوئی قالین کا ٹکڑا یا ڈرائینگ روم کا صوفہ کسی غریب کو تمہارے گھر میں قدم رکھنے یا بیٹھنے سے نہ روکے یا روک نہ بنے۔ بڑی پر حکمت نصیحت ہے۔ ایک تو یہ کہ غریب بھی تمہارے گھر میں بے جھجک آ سکے، کوئی روک نہ ہو۔ دوسرے اس کو بھی وہی عزت دو جو کسی امیر کو دو…

(خطبہ جمعہ 23/ اپریل 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- اسیران راہ مولیٰ کے نام (منظوم)
- رشتہ داریوں کا تقدس و احترام
- حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ کا قصبہ ''دین گاہ'' اور میرے آباء واجداد
- آؤ! اُردو سیکھیں
- محمد صدیق ولد فضل احمد مرحوم کا ذکر خیر
- حضرت امام حسینؓ کی پاک سیرت
- پاکستان کی سیاست میں قربانی کے بکرے کا کردار

فرمانِ رسولؐ

حضرت ابو مالک اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ۔ طہارت پاکیزگی اور صاف ستھرا رہنا ایمان کا ایک حصہ ہے۔

(مسلم کتاب الطہارۃ باب فضل الوضوء)

حضرت عطاء ابن یسارؒ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص پراگندہ بال اور بکھری داڑھی والا آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اشارہ سے سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ اور سر اور داڑھی کے بال درست کرو۔ جب وہ سر کے بال ٹھیک ٹھاک کر کے واپس آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ بھلی شکل بہتر ہے یا یہ کہ انسان کے بال اس طرح بکھرے اور پراگندہ ہوں کہ وہ شیطان اور بھوت لگے۔

(موطأ امام مالك كتاب الشعر باب اصلاح الشعر)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

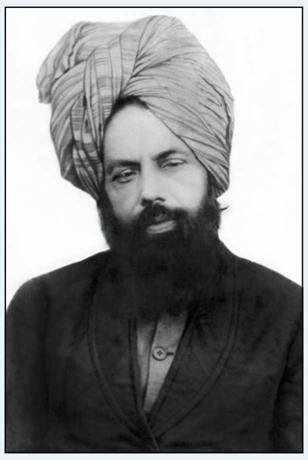

حقیقی توبہ کے لئے پاکیزگی اور طہارت شرط ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

- ''بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کو دوست رکھتا ہے اور ان لوگوں سے جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں پیار کرتا ہے۔ اس آیت سے نہ صرف یہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی اور طہارت شرط ہے۔ ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری ہے۔ ورنہ نری توبہ اور لفظ کے تکرار سے تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔''

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 148 - 149 ایڈیشن 1984ء)

- ''جو لوگ باطنی اور ظاہری پاکیزگی کے طالب ہیں میں اُن کو دوست رکھتا ہوں۔ ظاہری پاکیزگی باطنی طہارت کی مدّ اور معاون ہے۔ اگر انسان اسے ترک کر دے اور پاخانہ پھر کر بھی طہارت نہ کرے، تو باطنی پاکیزگی پاس بھی نہیں پھٹکتی۔ پس یاد رکھو کہ ظاہری پاکیزگی اندرونی طہارت کو مُستلزم ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ کم از کم جمعہ کے دن ضرور غسل کرے۔ ہر نماز میں وُضو کرے۔ جماعت کھڑی ہو تو خوشبو لگائے۔ عیدین اور جمعہ میں جو خوشبو لگانے کا حکم ہے وُہ اسی بنا پر قائم ہے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے اجتماع کے وقت عفونت کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لیے غسل کرنے اور صاف کپڑے پہننے اور خوشبو لگانے سے سمیّت (زہر) اور عفونت سے روک ہو گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے زندگی میں یہ قانون مقرر کیا ہے۔ ویسا ہی قانون مرنے کے بعد بھی رکھا ہے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 164 ایڈیشن 1988ء)

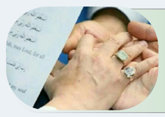

دربارِ خلافت

یہی نئی زمین اور آسمان پیدا کرنے حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے تھے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

یہی نئی زمین اور آسمان پیدا کرنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تھے۔ پس اگر ہم میں سے ہر ایک اپنے نفس پر قابو رکھنے والا ہو تو جہاں ہم اپنے تعلقات میں، محبت اور پیار میں بڑھنے والے ہوں گے وہاں تبلیغ کے بھی کئی راستے کھولنے والے ہوں گے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ آپس میں ذرا ذرا سی بات پر لڑائی اور جھگڑا شروع کر دیتے ہیں اور جلسوں پر بھی ایسے واقعات ہو جاتے ہیں اور یہ سب باتیں جلسہ کے تقدس کو خراب کر رہی ہوتی ہیں۔ یہاں سے بھی مجھے شکایتیں آتی رہی ہیں کہ باہر نکلے، پارکنگ میں گئے، لڑائیاں ہوگئیں، پرانے جھگڑے تھے، خاندانی جھگڑے تھے یا کاروباری جھگڑے تھے اُس پر لڑائیاں ہوگئیں اور ایک جلسہ کا جو تقدس تھا، جو ماحول تھا اُس کو خراب کر دیا۔ یا نکلتے ہی بھول گئے کہ ہم کیا کرنے آئے تھے اور کیا کر کے جا رہے ہیں۔ پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف غیروں کے سامنے صبر اور برداشت کی تلقین نہیں فرمائی ہے کہ غیروں کے سامنے صبر اور برداشت کرو بلکہ آپس میں بھی قرآنِ کریم فرماتا ہے رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ (الفتح: 30) کہ رحم اور محبت کو اپنے آپ میں بھی رائج کرو اور پہلے سے بڑھ کر کرو، دوسروں سے بڑھ کر کرو۔ اس کی بہت زیادہ تلقین فرمائی گئی ہے۔ اس لحاظ سے بھی ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لیتے رہنا چاہئے۔

پھر وہ لوگ جو آپ کی جماعت میں شامل ہو کر آپ کی تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اُن کو بشارت دیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ: ’’اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے وَجَاعِلُ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡکَ فَوۡقَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ (آل عمران: 56) یہ تسلّی بخش وعدہ ناصرہ میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا‘‘۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوا تھا۔ ’’مگر مَیں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابن مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں الفاظ میں مخاطب کر کے بشارت دی ہے۔ اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدۂ عظیم اور بشارتِ عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وہ وُہ لوگ ہو سکتے ہیں جو امّارہ کے درجے میں پڑے ہوئے فسق و فجور کی راہوں پر کار بند ہیں؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی سچی قدر کرتے ہیں اور میری باتوں کو قصہ کہانی نہیں جانتے، تو یاد رکھو اور دل سے سن لو مَیں ایک بار پھر ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں، بلکہ بہت زبردست تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر (نہ صرف میری ذات تک) بلکہ اس ہستی تک پہنچتا ہے جس نے مجھے بھی اس برگزیدہ انسان کاملؐ کی ذات تک پہنچایا ہے جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح لے کر آیا۔ مَیں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر ان باتوں کا اثر میری ذات تک پہنچتا تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا اور نہ ان کی پروا تھی۔ مگر اس پر بس نہیں ہوتی۔ اس کا اثر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خود خدائے تعالیٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تم خوب دھیان کر کے سن رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو اور اتنی بڑی کامیابی (کہ قیامت تک مکفّرین پر غالب رہو گے) کی سچّی پیاس تمہارے اندر ہے تو پھر اتنا ہی مَیں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اُس وقت تک حاصل نہ ہو گی جب تک لوّامہ کے درجہ سے گزر کر مطمئنّہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ۔ اس سے زیادہ اور مَیں کچھ نہیں کہتا کہ تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے۔ پس اس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ تا کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے بعد انکار کی نجاست میں گر کر ابدی عذاب خرید لیتے ہیں‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 64-65 ایڈیشن 2003ء)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ’’اللہ تعالیٰ سے اصلاح چاہنا اور اپنی قوّت خرچ کرنا یہی ایمان کا طریق ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو یقین سے اپنا ہاتھ دعا کے لئے اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا ردّ نہیں کرتا ہے۔ پس خدا سے مانگو اور یقین اور صدقِ نیّت سے مانگو۔ میری نصیحت پھر یہی ہے کہ اچھے اخلاق ظاہر کرنا اپنی کرامت ظاہر کرنا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ میں کراماتی نہیں بننا چاہتا تو یاد رکھے کہ شیطان اسے دھوکہ میں ڈالتا ہے۔ کرامت سے عُجب اور پندار مراد نہیں ہے۔ کرامت سے لوگوں کو اسلام کی سچائی اور حقیقت معلوم ہوتی ہے اور ہدایت ہوتی ہے۔ مَیں تمہیں پھر کہتا ہوں کہ عُجب اور پندار تو کرامتِ اخلاقی میں داخل ہی نہیں۔ پس یہ شیطانی وسوسہ ہے۔ دیکھو یہ کروڑ ہا مسلمان جو رُوئے زمین کے مختلف حِصص میں نظر آتے ہیں کیا یہ تلوار کے زور سے، جبر و اکراہ سے ہوئے ہیں؟ نہیں! یہ بالکل غلط ہے۔ یہ اسلام کی کراماتی تاثیر ہے جو ان کو کھینچ لائی ہے۔ کرامتیں انواع و اقسام کی ہوتی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک اخلاقی کرامت بھی ہے جو ہر میدان میں کامیاب ہے‘‘۔ اچھے اخلاق دکھاؤ تو یہی کرامت بن جاتی ہے۔ ’’انہوں نے جو مسلمان ہوئے صرف راستبازوں کی کرامت ہی دیکھی اور اس کا اثر پڑا۔ انہوں نے اسلام کو عظمت کی نگاہ سے دیکھا۔ نہ تلوار کو دیکھا۔ بڑے بڑے محقق انگریزوں کو یہ بات ماننی پڑی ہے کہ اسلام کی سچّائی کی روح ہی ایسی قوی ہے جو غیر قوموں کو اسلام میں آنے پر مجبور کر دیتی ہے‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 92 ایڈیشن 2003ء)

(خطبہ جمعہ 4/ اکتوبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اسیرانِ راہ مولیٰ کے نام

بجھ چکی ہیں اگرچہ قندیلیں
ہیں بھلے پاؤں میں بھی زنجیریں
بند ہے گر یہ روزنِ زنداں
کام آتی نہیں جو تدبیریں

سجدہ گاہوں پہ سر نگوں ہو کر
بہتے اشکوں کی ہوں رواں جھیلیں
ہاتھ تھامیں جو استقامت کا
ہوں نہ ہم سے کوئی بھی تاویلیں

غم کے بادل بھی چھٹ ہی جائیں گے
ہم نے باندھیں خدا سے اُمیدیں
مہر آزادیوں کا نکلے گا
اور بدل جائیں گی یہ تقدیریں

منصورہ فضل من۔ قادیان

دعا کا تحفہ

تنہائی سے نجات اور اولاد سے بہتر وارث پیدا ہونے کی دعا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے جب یہ دعا کی تو ہم نے اسے قبول کیا اور اس کی بیوی کو تندرست کر کے اس سے اولاد یحییٰ علیہ السلام عطا کئے۔

رَبِّ لَا تَذَرۡنِیۡ فَرۡدًا وَّاَنۡتَ خَیۡرُ الۡوٰرِثِیۡنَ ﴿۹۰﴾

(الانبیاء: 90)

اے میرے رب! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو وارث ہونے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 35)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

اداریہ

رشتہ داریوں کا تقدس و احترام

کچھ دن گزرے کہ کسی دوست نے ایک پوسٹ شیئر کی جس میں رشتہ داریوں کے تقدس، تکریم اور مضبوطی کے لئے بہت اہم پیغام تھا اور اس میں رشتہ داریوں کو زمانے میں بدلتے برتنوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی تھی اور کہا گیا تھا کہ ایک وقت تھا جب پیتل کے برتن ہوتے تھے۔ زیر استعمال برتنوں کو روزانہ تو دھویا ہی جاتا تھا لیکن سال میں ایک بار ان کی کَس اور مَیل کو دور کرنے کے لئے قلعی وغیرہ کروائی جاتی تھی۔ پھر اسٹیل کے برتن آئے جو نہ ٹوٹتے تھے، نہ خراب ہوتے تھے لیکن کچھ عرصہ استعمال کے بعد ان سے اکتا کر ان کو پھینک دیا جاتا تھا۔ ساتھ کانچ کے برتن آگئے جو ٹوٹ گئے تو ختم۔ پلاسٹک کے برتن متعارف ہوئے تو وہ زمانہ بھی زیادہ نہ چلا اور اب کاغذ کے برتن آگئے جن کو disposable برتن کہا جاتا ہے۔ زیر استعمال لائے اور dust bin کی نذر ہوگئے۔

یہی کیفیت گزرتے زمانے کے ساتھ ساتھ رشتہ داریوں سے ہوتی گئی۔ ایک وقت تھا کہ رشتے بہت مضبوط اور مربوط ہوتے تھے۔ اگر رشتوں میں کسی وجہ سے دراڑ آجاتی تو فوراً مختلف رشتہ داروں کی وجہ سے دوبارہ جوڑ دیئے جاتے اور پہلے ہی کی طرح زندگی بسر کرتے جیسے پیتل کے برتنوں کو قلعی کرادی ہو۔ پھر جب دوریاں پیدا ہونے لگیں تو رشتوں کو بھی اسٹیل کے برتنوں کی طرح کچھ عرصہ کے بعد اپنے سے الگ کر دیا جانے لگا۔ پھر کانچ کے برتنوں کی طرح جب ٹوٹ گئے تو کوئی جوڑنے والی چیز بھی کام نہ آئی۔ کسی مصنوعی چیز سے بھی جوڑا گیا تو شیشہ میں آنے والا بال نہ گیا۔ رشتہ داریاں مختلف مراحل سے گزرتی اب بعض جگہوں پر تو disposable کے طور پر رہ گئی ہیں۔ جب ضرورت پڑی مل لیا پھر رستے جدا جدا۔

اس میں کسی حد تک حقیقت تو ہے۔ ممکن ہے بعض خاندانوں میں ابھی بھی یہ رشتے مضبوط ہوں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو بالخصوص جہاں جہاں مشترکہ خاندانی نظام ہے وہاں تو رشتوں میں مضبوطی بھی ہوگی۔ لیکن جوں جوں سوشل میڈیا ہماری زندگیوں پر حاوی ہوتا گیا یا ہم نے خود اسے اپنے اوپر حاوی کرلیا تب سے رشتہ داروں میں دوریاں پیدا ہونے لگیں۔ اب تو ایک ہی کمرہ اور ایک ہی محفل میں بیٹھے بہن بھائی اور ماں باپ آپس میں باتیں اور خوش گپیاں لگانے کی بجائے اپنے اپنے موبائل میں مصروف نظر آتے ہیں اور اگر بڑے چھوٹوں کو کوئی کام کہہ دیں تو بعض اوقات بے توجہی، بے رخی یا بدتمیزی کے مناظر بھی دیکھنے کو ملتے ہیں اور یوں آپسی محبت و مودت کا پودا مرجھا رہا ہے۔

ایک وقت تھا جو گھروں میں، داروں میں اکٹھا بیٹھا جاتا تھا۔ گاؤں میں ایک حقہ کے اردگرد تمام گاؤں والے باری باری جمع ہوکر کش لگاتے اور محبت کی باتیں کرتے۔ چوپالوں میں جمع ہوکر ریڈیو کی خبریں سنی جاتیں اور تبصرے ہوتے۔ آج بھی سوشل میڈیا یا وی لاگ کے ذریعہ گاؤں کے پرانے مناظر بھلے لگتے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ بچے اسکولز کی چھٹیوں کا انتظار کرتے اور پروگرام بنتے تھے کہ اتنے دن پھوپھو، اتنے دن فلاں خالہ اور اتنے دن فلاں ماموں کی طرف چھٹیاں گزاریں گے۔ ایک دوسرے کے گھروں میں آنا جانا رہتا تھا۔ اگر شادی ہوتی تو پہلے سے ہی طے پا جاتا کہ گھر کے کام کاج، مہمانوں کی تواضع اور دلہن کے کپڑوں کو گوٹا کناری لگانے کے لئے ہم اتنے اتنے دن پہلے آجائیں گے۔ مل بیٹھیں گے۔ پرانی یادیں تازہ کریں گے اور شادی پر آنے والے مہمانوں کی فہرستیں گھروں میں بنتیں۔ اردگرد محلہ میں، پڑوسیوں اور شادی والے گھر کے قریب دیگر رشتہ داروں سے مہمانوں کے لئے کمرے مستعار لئے جاتے۔ گھروں میں ہر فرد کے ذہن میں مہمانوں کے لئے قربانی کا جذبہ ہوتا۔ اپنے کمرے مہمانوں کے لئے وقف ہوجاتے۔ اڑوس پڑوس سے چارپائیاں، بستر، لحاف، کھیس اور تکیے اکٹھے کئے جاتے اور ان پر لئی (آٹے سے بنائے جانے والی گوند) سے کاغذ پر نام لکھ کر چیپیاں لگائی جاتیں یا کسی کونے کو ڈھونڈ کر اس کا نام لکھا جاتا جس سے یہ بستر عاریۃً لئے گئے۔ ایک رونق ہوتی اور روٹھے ہوئے عزیزوں کو منانے کے لئے وفد بنائے جاتے۔ اگر کوئی نہ مانتا تو بسا اوقات شادی ملتوی کردی جاتی۔ بلکہ میں نے تو ایک جگہ ایک روٹھے ہوئے رشتہ دار کو جو شادی میں شامل ہونے کے لئے آمادہ نہ تھا، کاندھوں پر اٹھا کر لاتے دیکھا اور یہ کہتے سنا کہ ''خاندان دی لڑی نوں ٹوٹن نہیں دینا۔ ترے بغیر وی ساڈی شادی ہو سکدی اے؟'' روٹھے ہوئے کو منانے، راضی رکھنے اور خوش کرنے کے لئے اچھا مقام دینا۔ اس کی عزت افزائی کرنا۔ الغرض رشتہ داریوں کو ایک حصار میں رکھنے کے لئے بہت جتن ہوتے اور بابا دادا کی تمام اولاد کا ایک سائبان ہوتا۔ ایک دوسرے کی طرف آنا جانا ہوتا، دعوتیں ہوتیں، مل بیٹھنے کی محفلیں منعقد کرنے کے بہانے تراشے جاتے۔

اب شادی بیاہ کے مواقع پر بظاہر رونق نظر آرہی ہوتی ہے۔ شادی ہالز، میرج سینٹرز پر بُلوا کر، تحائف کا ادل بدل کرکے، میل ملاقات کرکے، مبارکبادیں Exchange کرکے ایک دو گھنٹے اکٹھے مل بیٹھ کر واپسی شروع ہوجاتی ہے۔ بسا اوقات سوچتا ہوں کہ ایک مہمان نے شادی میں شمولیت کے لئے جو سفر کیا ہے وہی سفر چار سے پانچ گھنٹے کا ہے اور اتنا ہی وقت خرچ کرکے اس نے واپس بھی جانا ہے۔ 10 گھنٹے کے تکلیف دہ سفر کے بعد شادی میں شمولیت کا وقت صرف ڈیڑھ گھنٹہ سے دو گھنٹہ اور اگر سفر کٹھن، تکلیف دہ ہو تو شادی ہال ہی کے ایک کمرے کو دور سے آنے والے مہمان کے لئے بُک کروا دیا جاتا ہے۔ جہاں آکر نہا دھو کر تیاری کرلیں، خواتین بناؤ سنگھار کرلیں۔ گھروں میں بُلانے سے احتراز برتا جاتا ہے۔ گھروں کے بچے، ان ہی کی بہن، بھائی کی شادی پر آنے والے عزیز و اقارب کے لئے قربانی کرکے اپنے کمرے وقف کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔ کسی کو منوا کر شادی پر لائے بھی تو کام نکل آنے پر ''تُو کون اور مَیں کون''

شاعر نے کہا تھا:

ہے دل کے لئے موت مشینوں کی حکومت
احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات

کچھ اسی قسم کی کیفیت کا شکار ہم اور ہمارا معاشرہ ہوتا جارہا ہے۔ شادی بیاہ تو الگ رہا۔ اب تو عزیزوں میں میل ملاقات بہت دیر بعد ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کی طرف آنا جانا بہت کم ہوگیا ہے۔ مہمان نوازی میں کمی دیکھنے کو مل رہی ہے۔ اگر کسی کی دعوت بھی کرنی ہے تو باہر کسی ہوٹل میں بُلا کر کردی جاتی ہے۔ یہ سب سوشل میڈیا اور موبائل فونز کا کمال ہے۔ اس فراوانی کی بدولت ہے جو اللہ تعالیٰ نے گھروں میں عطا کی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس فراوانی کی بدولت قربتیں بڑھتیں۔ مہمانوں اور عزیزوں کے لئے وقت، جان کی قربانی کا جذبہ کم ہوا۔ اب تو اگر کوئی ملنے کی خواہش کرے تو کہہ دیا جاتا ہے کہ میں فلاں جگہ جارہا ہوں۔ وہاں آجائیں ملاقات ہوجائے گی۔ تعزیت اور عیادت اب واٹس ایپ میسج کی مرہون منت رہ گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بندوں کے حقوق کی ادائیگی اور ان کی خدمت کے تین درجے بیان فرمائے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ وَاِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی

(النحل: 91)

کہ اللہ تعالیٰ نے عدل، دوسرے نمبر پر احسان اور پھر ایتاء ذی القربٰی کے رنگ میں رنگین ہونے کی تلقین فرمائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں ان تین مراتب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''اسی واسطے اس نقص اور کمی کی تلافی کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ احسان سے بھی آگے بڑھو اور ترقی کرکے ایسی نیکی کرو کہ وہ ایتاء ذی القربٰی کے رنگ میں رنگین ہو یعنی جس طرح ایک ماں اپنے بچے سے نیکی کرتی ہے۔ ماں کی اپنے بچے سے محبت ایک طبعی اور فطری تقاضا پر مبنی ہے نہ کہ کسی طمع پر''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 663)

سنن ابن ماجہ کتاب الادب میں درجہ بدرجہ رشتہ داروں کے بعد تعلق داروں سے حسنِ سلوک کا ذکر ملتا ہے۔

پیارے آقا ہادی برحق حضرت محمد مصطفیٰؐ نے ایک موقعہ پر فرمایا۔

جو شخص رزق میں فراخی چاہتا ہے یا خواہش رکھتا ہے کہ اس کی عمر اور ذکر خیر زیادہ ہو اسے صلہ رحمی کا خلق اختیار کرنا چاہیے یعنی اپنے رشتہ داروں سے بناکر رکھنی چاہیے۔

(صحیح مسلم کتاب البر و الصلہ)

رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کی اہمیت کے ضمن میں احمدی خواتین سے خطاب کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

''پھر رشتہ داروں سے حسنِ سلوک ہے۔ یہ ایک بہت اہم چیز ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر بعض رشتوں میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔ ایک نیکی جو ہے جس کا اللہ تعالیٰ ثواب دے رہا ہوتا ہے اُس سے محروم ہو جاتی ہیں۔ اگر یہ رشتے داروں سے حسنِ سلوک کی نیکی رہے تو عموماً میں نے دیکھا ہے کہ گھروں میں جو رشتے برباد ہوتے ہیں، ٹوٹتے ہیں، خاوند اور بیوی کی آپس میں جو لڑائیاں ہوتی ہیں وہ نندوں اور بھابیوں کی لڑائیاں ہیں، ساس اور بہو کی لڑائیاں ہیں۔ اگر ایک دوسرے سے حسنِ سلوک کر رہے ہوں گے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کسی قسم کی ایک دوسرے کے خلاف رنجشیں پیدا ہوں، برائیاں پیدا ہوں۔ پس یہ بھی نیکیوں میں آگے بڑھنے والی مومنات

کا کام ہے کہ اپنے رشتوں کا بھی پاس اور خیال رکھیں۔“

(خطاب فرمودہ 17 ستمبر 2011ء بر موقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ جرمنی)

مختلف رشتہ داروں کا خیال رکھنے کے اسلامی حکم پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے نیز اس کی پاسداری نہ کرنے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے عائلی مسائل کا تذکرہ کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ فرماتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنے قریبی رشتہ داروں کا بھی خیال رکھو، ان سے بھی احسان کا سلوک کرو۔ یہ حسن سلوک ہے جس سے تمہارے معاشرے میں صلح اور سلامتی کا قیام ہو گا۔

قریبی رشتہ داروں میں تمام رحمی رشتہ دار ہیں، تمہارے والد کی طرف سے بھی اور تمہاری والدہ کی طرف سے بھی۔ پھر بیوی کے رحمی رشتہ دار ہیں۔ پھر خاوند کے رحمی رشتہ دار ہیں۔ دونوں پر یہ ذمہ داری عائد ہو گئی کہ ایک دوسرے کے رحمی رشتہ داروں کے حقوق ادا کرو، ان کی عزت کرو، ان کا احترام کرو، ان کے لئے نیک جذبات اپنے دل میں پیدا کرو۔ غرض کہ وہ تمام حقوق جو تم اپنے قریبی رشتہ داروں کے لئے پسند کرتے ہو، ان قریبی رشتہ داروں کے لئے پسند کرتے ہو جن سے تمہارے اچھے تعلقات ہیں، کیونکہ قریبی رشتہ داروں میں بھی تعلقات میں کمی بیشی ہوتی ہے بعض دفعہ قریبی رشتہ داروں میں بھی دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنے قریبی رشتہ داروں سے بھی حسن سلوک کرو صرف ان سے نہیں جن سے اچھے تعلقات ہیں، جنہیں تم پسند کرتے ہو بلکہ جنہیں تم نہیں پسند کرتے، جن سے مزاج نہیں بھی ملتے ان سے بھی اچھا سلوک کرو۔ پس یہ حسن سلوک ہر قریبی رشتہ دار سے کرنا ہے جیسا کہ میں نے کہا کہ صرف ان سے نہیں جن سے مزاج ملتے ہیں بلکہ ہر ایک سے۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ نہ صرف اپنے قریبی رشتہ داروں سے بلکہ مرد کے لئے اپنی بیوی اور عورت کے لئے اپنے خاوند کے قریبی رشتہ داروں کے لئے بھی حسن سلوک کرنے کا حکم ہے۔ یہ سلوک ہے جو اللہ کی سلامتی کے پیغام کے ساتھ سلامتی پھیلانے والا ہو گا۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جون 2007ء خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 225-226)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں۔

”شعبہ تربیت کو ہر جگہ، ہر لیول (Level) پر جماعتی اور ذیلی تنظیموں میں فعال ہونے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

اسلام نے ہمیں اپنے گھریلو تعلقات کو قائم رکھنے اور محبت و پیار کی فضا پیدا کرنے کے لئے کتنی خوبصورت تعلیم دی ہے۔ ایسے لوگوں پر حیرت اور افسوس ہوتا ہے جو پھر بھی اپنی اَناؤں کے جال میں پھنس کر دو گھروں، دو خاندانوں اور اکثر اوقات پھر نسلوں کی بربادی کے سامان کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ رحم کرے۔ اسلامی نکاح کی یا اس بندھن کے اعلان کی یہ حکمت ہے کہ مرد و عورت جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق میاں اور بیوی کے رشتے میں پروئے جا رہے ہوتے ہیں، نکاح کے وقت یہ عہد کر رہے ہوتے ہیں کہ ہم ان ارشادات الٰہی پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے جو ہمارے سامنے پڑھے گئے ہیں۔ ان آیات قرآنی پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے جو ہمارے نکاح کے وقت اس لئے تلاوت کی گئیں تا کہ ہم ان کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں۔ اور ان میں سے سب سے پہلی نصیحت یہ ہے کہ تقویٰ پر قدم مارو، تقویٰ اختیار کرو۔ تو نکاح کے وقت اس نصیحت کے تحت ایجاب و قبول کر رہے ہوتے ہیں، نکاح کی منظوری دے رہے ہوتے ہیں کہ ہم ان پر عمل کریں گے۔ کیونکہ اگر حقیقت میں تمہارے اندر تمہارے اس رب کا، اس پیارے رب کا پیار اور خوف رہے گا جس نے پیدائش کے وقت سے لے کر بلکہ اس سے بھی پہلے تمہاری تمام ضرورتوں کا خیال رکھا ہے، تمام ضرورتوں کو پورا کیا ہے تو تم ہمیشہ وہ کام کرو گے جو اس کی رضا کے کام ہیں اور اس کے نتیجہ میں پھر ان انعامات کے وارث ٹھہرو گے۔ میاں بیوی جب ایک عہد کے ذریعہ سے ایک دوسرے کے ساتھ بندھ گئے اور ایک دوسرے کا خیال رکھنے کا عہد کیا تو پھر یہ دونوں کا فرض بنتا ہے کہ ان رشتوں میں مزید بہتری پیدا کرنے کے لئے پھر ایک دوسرے کے رشتہ داروں کا بھی خیال رکھیں۔ یاد رکھیں کہ جب خود ایک دوسرے کا خیال رکھ رہے ہوں گے اور ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھ رہے ہوں گے، عزیزوں اور رشتہ داروں کا خیال رکھ رہے ہوں گے، ان کی عزت کر رہے ہوں گے، ان کو عزت دے رہے ہوں گے تو رشتوں میں دراڑیں ڈالنے کے لئے پھونکیں مارنے والوں کے حملے ہمیشہ ناکام رہیں گے کیونکہ باہر سے ماحول کا بھی اثر ہو رہا ہوتا ہے۔ آپ کی بنیاد کیونکہ تقویٰ پر ہو گی اور تقویٰ پر چلنے والے کو خدا تعالیٰ شیطانی وساوس کے حملوں سے بچاتا رہتا ہے۔ جب تقویٰ پر چلتے ہوئے میاں بیوی میں اعتماد کا رشتہ ہو گا تو پھر بھڑکانے والے کو چاہے وہ کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو یا اس کا بہت زیادہ اثر ہی کیوں نہ ہو اس کو پھر یہی جواب ملے گا کہ میں اپنی بیوی کو یا بیوی کہے گی میں اپنے خاوند کو جانتا ہوں یا جانتی ہوں، آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے، ابھی معاملہ صاف کر لیتے ہیں۔ اور ایسا شخص جو کسی بھی فریق کو دوسرے فریق کے متعلق بات پہنچانے والا ہے اگر وہ سچا ہے تو یہ کبھی نہیں کہے گا کہ اپنے خاوند سے یا بیوی سے میرا نام لے کر نہ پوچھنا، میں نے یہ بات اس لئے نہیں کہی کہ تم پوچھنے لگ جاؤ۔ بات کر کے پھر اس کو آگے نہ کرنے کا کہنے والا جو بھی ہو تو سمجھ لیں کہ وہ رشتے میں دراڑیں ڈالنے والا ہے، اس میں فاصلے پیدا کرنے والا ہے اور جھوٹ سے کام لے رہا ہے۔ اگر کسی کو ہمدردی ہے اور اصلاح مطلوب ہے، اصلاح چاہتا ہے تو وہ ہمیشہ ایسی بات کرے گا جس سے میاں بیوی کا رشتہ مضبوط ہو۔

پس مردوں، عورتوں دونوں کو ہمیشہ یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ تقویٰ سے کام لینا ہے، رشتوں میں مضبوطی پیدا کرنے کے لئے دعا کرنی ہے، ایک دوسرے کے عزیزوں اور رشتہ داروں کا احترام کرنا ہے، ان کو عزت دینی ہے اور جب بھی کوئی بات سنی جائے، چاہے وہ کہنے والا کتنا ہی قریبی ہو میاں بیوی آپس میں بیٹھ کر پیار محبت سے اس بات کو صاف کریں تا کہ غلط بیانی کرنے والے کا پول کھل جائے۔ اگر دلوں میں جمع کرتے جائیں گے تو پھر سوائے نفرتوں کے اور دوریاں پیدا ہونے کے اور گھروں کے ٹوٹنے کے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 نومبر 2006ء از خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 565-566)

یہ چند حروف صرف اپنے سے پیار محبت کرنے والوں کو ایک لڑی میں پرونے کے لئے تحریر کئے ہیں تا کہ ہم پہلے دور میں لوٹ جائیں اور اسلام کی حسین تعلیم کے نقوش جن پر مرور زمانہ کی وجہ سے گرد آ جمی ہے اسے صافیوں اور اپنے مونہوں کی پھونکوں سے صاف کر کے اسلامی تعلیم کا وہ نقشہ قائم کریں جو آنحضور ﷺ اور آپ کے محبوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے صحابہ میں نظر آتا تھا تا کہ ہم سب کے مل بیٹھنے سے وہ الاؤ روشن ہو جس کی روشنی سے اپنوں کی آنکھیں خیرا ہوں اور غیر بھی رشک سے دیکھیں۔

(ابو سعید)

بقیہ: آؤ! اُردو سیکھیں ...... از صفحہ 9

کمال: ہنر، لیاقت، قابلیت، جوہر، خاص خوبی یا وصف۔ (فلسفہ) جب تک کوئی چیز قوت سے فعل میں نہیں آتی عرض کی جاتی ہے، اور جب قوت سے فعل میں آ جاتی ہے تو اس کو کمال کہتے ہیں۔

جزاوسزا: یعنی یہ کہ کسی مذہب کا اصول سزا کیا ہے اور جزا کی تعلیم کیا ہے۔

دیگر لوازم: دوسرے اصول، باتیں، حصے۔

خواص الوہیت: خدا تعالیٰ کی صفات، اُس کے رتبے اور مقام سے متعلق تفاصیل۔

آسمان کے اجرام: سیارے، ستارے وغیرہ Heavenly bodies

زمین کے عناصر: اجزائے ترکیبی، بنیادی اجزا، اصلی اجزا۔ شعر: مضمحل ہو گئے قویٰ غالب۔۔ وہ عناصر میں اعتدال کہاں: یعنی عمر گزرنے کے ساتھ جو جسم کے اعضا میں کمزوری آ جاتی ہے غالب سمجھتے ہیں کہ اس کی وجہ انسان کے اجزائے ترکیبی میں جو توازن ہوتا ہے وہ کم ہو جاتا ہے۔ یعنی بعض چیزیں حد سے زیادہ بڑھ جاتی ہیں اور بعض حد سے زیادہ کم ہو جاتی ہیں۔ اس شعر میں غالب نے اس طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ طاقتوں کا سرچشمہ دراصل اعتدال یعنی متوازن طرز زندگی ہے۔

افراط و تفریط: حد سے زیادہ یا حد سے کم

راہ لینا: ایک طریق اختیار کرنا

رحمت عامہ: عام رحمت جس سے دنیا کی ہر شے، انسان، قوم، چرند پرند برابر سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ A general blessing and mercy

محیط عالم: پوری کائنات پر اثر انداز ہونا، چھا جانا۔

خاص قوم: یہ سمجھنا کہ ایک چیز، خوبی، خامی صرف ایک قوم میں ہے Racism

خاص تعلق: A relation limited to a specific nation, individual, sect, creed or race

خاصہ: جو بات کسی شے کے لئے مخصوص ہو، وہ وصف جو ایک ہی شے میں لیا جائے۔

وسیمہ اُپل۔آسٹریلیا

صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کا قصبہ ’’دین گاہ‘‘ اور میرے آباء و اجداد

قسط اول

1890ء میں قادیان میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے مرزا غلام احمد کو تجدید دین اسلام کے لیے منتخب کیا اور بذریعہ الہام فرمایا:

’’مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر تُو آیا ہے وَ کان وعد اللّٰہ مفعولا‘‘

تب آپ نے رسالہ فتح اسلام لکھا جو 1891ء میں شائع ہوا اور ہندوستان کے لوگوں کو مسیح مہدی امام الزمان کی آمد کی خبر ملی جس کا آنا چودھویں صدی ہجری میں مقدر تھا۔مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے اس رسالہ میں لکھا کہ آپ کی نصرت اور تائید کے لیے اور حق کی تلاش کے لیے دور دور سے سفر کر کے لوگ آئیں گے۔ اللہ نے فرمایا۔

’’اپنے مریدوں اور بیعت کرنے والوں کے لیے ایک کشتی تیار کر جو شخص اس کشتی میں سوار ہو گا وہ غرق ہونے سے نجات پا جائے گا... جو شخص تیرے ہاتھ میں ہاتھ دے گا اس نے تیرے ہاتھ میں نہیں بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے۔‘‘

(فتح اسلام صفحہ 24-25)

(دائیں جانب حضرت بھائی محمود احمد ڈنگہ۔
درمیان میں حضرت مولوی غلام رسول راجیکیؓ۔
بائیں جانب حضرت بھائی احمد دینؓ ڈنگہ)

اللہ تعالیٰ نے اس سے بہت قبل 1880ء میں آپ کو بہت سے الہامات سے نوازا تھا جس میں بے شمار پیشگوئیاں تھیں۔مثلاً

يَأْتُونَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ

(تذکرہ صفحہ 39)

کہ لوگ دور دور کی زمین سے تیرے پاس آئیں گے۔

وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي

...میں تیری محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالوں گا...ان دو الہامات کے ثبوت میں دور دور سے لوگ قادیان پہنچے اور آپ کو قبول کیا اور ہزار ہا انسانوں کے دلوں میں آپ کی محبت بھر دی۔ آپ فرماتے ہیں۔بعض نے اپنی مالی تباہی میرے لیے منظور کی... اور ہزار ہا ایسے ہیں کہ وہ اپنے نفس کی حاجات پر مجھے مقدم رکھ کر اپنے عزیز مال میرے آگے رکھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان کے دل محبت سے پُر ہیں... میں اس درجہ کا صدق اور ارادت اکثر افراد جماعت میں پاتا ہوں تو بے اختیار مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اے میرے قادر خدا! درحقیقت ذرہ ذرہ تیرا تصرف ہے تُو نے ان دلوں کو ایسے پُر آشوب زمانہ میں میری طرف کھینچا اور ان کو استقامت بخشی یہ تیری قدرت کا نشان عظیم ہے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 239-240)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے ثبوت میں ایک چھوٹے سے قصبہ کا ذکر جس کا نام آج سے 150سال قبل ’’دین گاہ‘‘ تھا اور جو بعد میں بگڑ کر ’’ڈنگہ‘‘ بن گیا اور آج ایک شہر کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ لاہور سے جی ٹی روڈ پر اسلام آباد کی طرف جاتے ہوئے کھاریاں سے بائیں طرف منڈی بہاؤالدین کو جانے والی سڑک پر 30 کلومیٹر کے فاصلے پر چناب اور جہلم دریا کے بیچ میں واقع یہ جگہ میرے نانا اور میرے خاوند محمد اکرم اُپل کے نانا کا آبائی گاؤں ہے۔ دین گاہ کو گجر قوم نے آباد کیا جن کا پیشہ کھیتی باڑی تھا۔ اسی قوم نے گجرات اور گوجرانوالہ میں بھی صدیوں پہلے رہائش اختیار کی۔جس کا ذکر ہندو مصنف Bay Nath Puri نے اپنی کتاب ’’The History of Gujara‘‘ میں۔ اور ایک مورخ ’’Pratiharas Vijaya Ramaswanay‘‘ نے اپنی کتاب Migrations in Medieval times and Early Colonial India میں کیا ہے۔ ہندوستان ٹائمز ’’3جون 2007ء نے ’’Who are Gujjars کے تحت لکھا کہ گجر قوم پاکستان میں پنجاب کے کچھ علاقوں میں آباد ہے اور کشمیر بھی پہنچی۔ مغلیہ سلطنت کے بعد اس علاقے پر سکھوں نے قبضہ کر لیا اور ہندو بھی یہاں آ کر آباد ہوئے جن میں سے اکثر پاکستان بننے کے بعد ہندوستان چلے گئے۔ میرے خاوند کے نانا بابو عطاء محمد صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی خود نوشت ڈائری میں یہی درج کیا ہے کہ یہ قصبہ ’’گجر‘‘ قوم نے آباد کیا جن کی حاکم نیک بی بی تھی اور اس کا نام ’’دین گاہ‘‘ رکھا گیا کیونکہ یہاں بہت سے لوگ واقعی نیک دین دار اور قرآن حفظ کرتے تھے اور اپنے نام کے ساتھ دین کا لفظ لگاتے تھے۔ کرم دین، محمد دین، قطب دین، علم دین، احمد دین وغیرہ وغیرہ۔ دین گاہ میں آج سے کم از کم 170 سال پرانا قبرستان ہے جسے بابو عطاء محمد احمدی کے دادا نے بنوایا تھا اور اُسے درزیوں کا قبرستان کہتے تھے آج اس کا نام قبرستان وڑائچاں ہے کیونکہ میرے خاوند کے نانا (بابو عطاء محمد احمدی) کا خاندان وڑائچ تھا۔ آج سے چھ سال قبل مجھے اس قبرستان میں جانے کا اتفاق ہوا اور چلتے چلتے بہت سی پرانی قبروں کے کتبوں پر نظر پڑی جن کی تحریر نے میرے دل میں خواہش پیدا کی کہ میں ان خوش قسمت ہستیوں کی یاد میں کچھ رقم کروں اور ان نیک روحوں کو خراج تحسین پیش کروں جنہوں نے پیدل چل کر 300 کلومیٹر دور قادیان جا کر مسیح مہدی کی بیعت کی سعادت حاصل کی اور مسیح آخر الزمان کے اولین صحابہ ہونے کا شرف حاصل کیا۔ ان میں وہ خوش قسمت احباب بھی ہیں جن کا ذکر مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں کیا اور کچھ وہ ہیں جن کے نام 313 صحابہ کی فہرست میں درج ہیں۔

میرے نانا بھائی محمود احمد قادیانی کا تعلق بھی ڈنگہ سے ہے ان کے آباء و اجداد راجپوت زمیندار گھرانے کے افراد تھے اور بعض کے نام کے ساتھ راجہ بھی لکھا جاتا تھا۔ پاکستان کی فوج کے مایہ ناز ہیرو میجر جنرل شہید افتخار جنجوعہ کا تعلق بھی میرے نانا کے خاندان سے تھا۔ ان کے والد راجہ محمود امجد جنجوعہ بار ایٹ لا (جو بعد میں سرگودھا آباد ہوئے) کے دادا فیض بخش اور میرے نانا کے والد حافظ پیر بخش سگے بھائی تھے۔ میجر جنرل افتخار جنجوعہ راجہ محمود احمد جنجوعہ کے بڑے بیٹے تھے جنہوں نے 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں ’’رن کچھ‘‘ کے معرکے میں جرات اور بہادری کی مثال قائم کی۔ 1971ء کی پاک بھارت جنگ میں آپ میجر جنرل تھے اور کشمیر میں چھمب اور جوڑیاں کے محاذ پر شہادت پائی۔ آپ پاکستان کی فوج کے واحد میجر جنرل تھے جنہوں نے ڈیوٹی کے دوران جنگ میں شہادت کا رتبہ پایا۔ آپ کو دو بار ہلال جرأت اور ستارہ پاکستان اور ستارہ قائد اعظم سے نوازا گیا۔ آپ کے والد راجہ محمود امجد جنجوعہ سرگودھا کے مشہور وکیل کے طور پر پہچانے جاتے تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے قریبی دوست تھے۔ آپ کی وفات 1970ء میں ہوئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ راجہ محمود امجد جنجوعہ کے دوسرے بیٹے میجر جنرل اعجاز جنجوعہ ہیں جن کی بیٹی جنرل قمر جاوید باجوہ کی بیوی ہے (جو احمدی نہیں ہے۔)

دین گاہ (ڈنگہ) میں احمدیت کا نفوذ

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ ’’دین گاہ‘‘ (ڈنگہ ضلع گجرات) بہت دین دار لوگوں کا گاؤں تھا اور نیک لوگ درویش یہاں بستے تھے۔ بہت سے ایسے تھے جن کو لوگ ’’سائیں‘‘ اور مجذوب کہتے تھے اور اپنا مرشد مانتے تھے۔ چنانچہ چودھویں صدی ہجری کے شروع ہوتے ہی یہاں کے بہت سے نیک لوگوں کو خواب آنے لگے کہ قادیان میں امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے۔ عطاء محمد صاحب (میرے خاوند کے نانا) کی ڈائری کے مطابق غالباً 1885ء کی بات ہے جب وہ صرف پانچ سال کے تھے تو مگھووال ڈنگہ کے قریب ایک گاؤں کے ایک مجذوب سائیں متّو دارے نے آپ کو دیکھ کر کہا تھا کہ یہ ایک بزرگ نیک ہستی کو دیکھے گا۔ اسی طرح میرے نانا کے بڑے بھائی حافظ احمد دین کو خواب میں قادیان دکھایا گیا اور وہاں ایک باریش بزرگ کی شکل بھی دکھائی گئی یہ 1895ء کی بات ہے۔ جب آپ نوکری کے سلسلہ میں ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں متعین تھے۔ ڈنگہ کے اولین احمدیت قبول کرنے والوں میں بہت اہم نام سید خصیلت علی شاہ صاحب کا ہے جو کڑیانوالہ ضلع گجرات میں ڈپٹی انسپکٹر پولیس متعین تھے اور

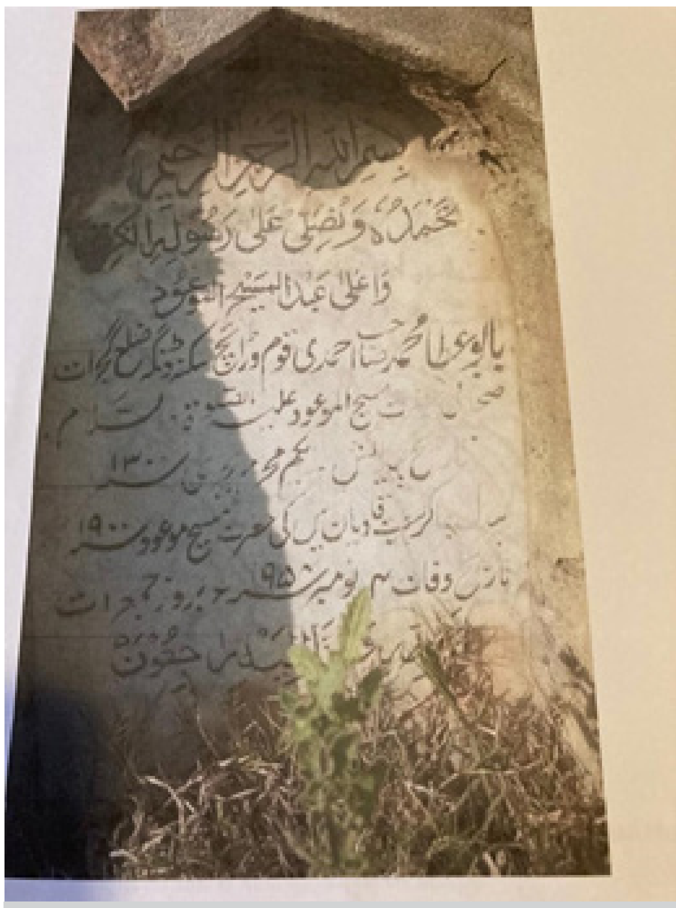

(کتبہ حضرت بابو عطاء محمد ڈنگہؓ)

آپ کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اولین ماننے والوں میں درج فرمایا ہے اور 313 صحابہ میں آپ کا نمبر 226 ہے۔

1890ء میں جب ہندوستان میں عیسائی پادریوں نے اپنے مضبوط تبلیغی مشن قائم کر لیے تھے اور یسوع مسیح کی بادشاہت قائم کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے اور پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر سر رابرٹ منٹگمری اور چارلس ایچی سن اور کئی دوسرے اعلان کر رہے تھے کہ ہم جلد ہی عیسائیت کو ہندوستان میں پھیلا دیں گے۔

(لارڈ لارنس لائف جلد 2 صفحہ 313)

اس وقت اللہ تعالیٰ نے قادیان میں حضرت مرزا غلام احمدؑ کو بذریعہ الہام مطلع فرمایا:

’’مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے۔ وکان وعد اللہ مفعولا‘‘

چنانچہ آپ نے 1890ء کے آخر میں رسالہ فتح اسلام لکھا جو 1891ء کے شروع میں چھپ کر شائع ہوا۔ اس میں آپ نے فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ’’مسیح جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کر لو۔‘‘

نیز فرمایا

’’مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو میں صلیب کو توڑنے اور خنزیروں کو قتل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں‘‘

(فتح اسلام صفحہ 10-11)

آپ نے یہ رسالہ 400 کی تعداد میں مفت تقسیم کیا اور اپنے دعویٰ کی تصدیق کے لیے اور مسلمانوں نیز عیسائیوں کے عقیدہ مسیح ابن مریم کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کے رد کے لیے دلائل کے ساتھ دو اور کتب توضیح مرام اور ازالہ اوہام تحریر کیں۔ ان کتب کا مطالعہ کیے بغیر مخالفت کا ایک طوفان کھڑا ہوا اور عیسائی پادریوں کو اپنے مذہب کا ستون گرتا ہوا محسوس ہوا۔ آپ کے سب سے بڑے مخالف اور دشمن اہل حدیث ملاں نکلے اور تمام ہندوستان کے مذہبی رہنماؤں سے کفر کے فتوے حاصل کیے اور اس سلسلے میں آپ پر جھوٹے الزامات لگائے۔ لیکن جیسے ہی مسیح مہدی

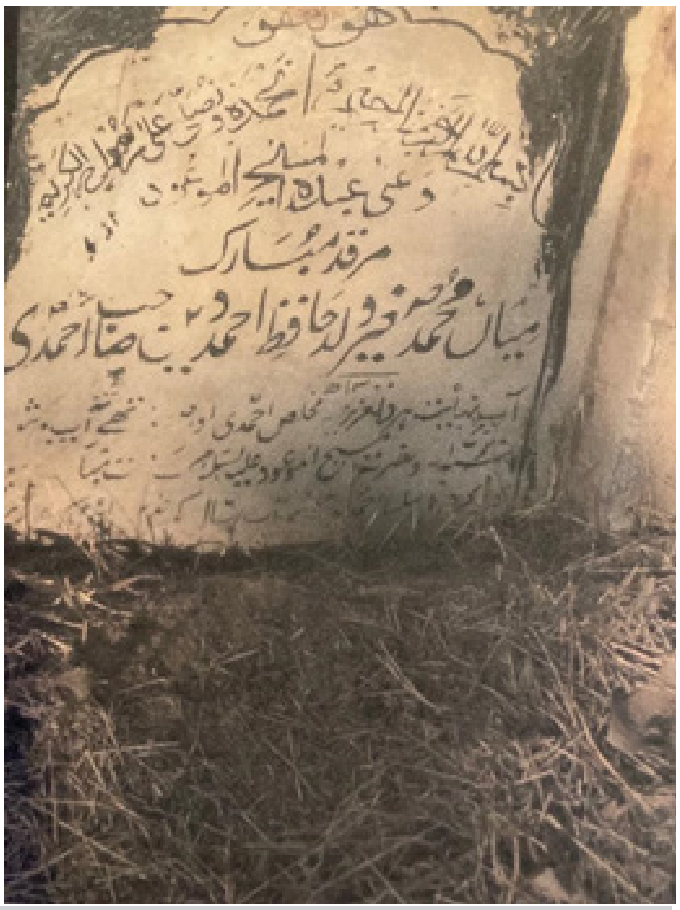

(کتبہ حضرت میاں محمد فیروز ولد حافظ احمد دینؓ)

کی آمد کی خبر حق کے متلاشی افراد کو پہنچی انہوں نے قادیان کا رخ کیا۔ ان میں ڈنگہ کے سید خصیلت علی شاہ صاحب بھی تھے جنہوں نے آپ کی آواز پر لبیک کہا اور قادیان چلے آئے۔ تا کہ مسیح مہدی امام آخر الزماں کی زیارت کریں ان کی بیعت اولین میں شامل ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کا ذکر ازالہ اوہام میں کیا ہے۔ آپ نے لکھا:

’’قریب تر بامن و نزدیک تر بسعادت کون لوگ ہیں... واضح ہو کہ یہ بات نہایت صاف اور روشن ہے کہ جنہوں نے اس عاجز کا مسیح موعود ہونا مان لیا وہ لوگ ہر خطرہ کی حالت سے محفوظ اور معصوم ہیں اور کئی طرح کے ثواب اور اجر اور قوت ایمانی کے وہ مستحق ٹھہر گئے ہیں... وہ حق قبول کرنے کے وقت کسی ملامت کنندہ کی ملامت سے نہیں ڈرے...

(ازالہ اوہام صفحہ 186)

اسی کتاب کے صفحہ 514 پر آپ نے بعض نئے احمدیوں کا ذکر کیا اور صفحہ 519 پر فرمایا:

’’میں مشاہدہ کر رہا ہوں کہ ایک دست غیبی مجھے مدد دے رہا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ مجھے غیب سے قوت ملتی ہے اور نفسانی قلق کو دبانے کے لیے ایک صبر بھی عطا کیا ہوتا ہے... اور امید رکھتا ہوں کہ وہ میری دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا اور میرے تمام ارادے اور امیدیں پوری کر دے گا۔ اب میں ان مخلصوں کا نام لکھتا ہوں۔ جنہوں نے حتی الوسع میرے دینی کاموں میں مدد دی یا جن پر مدد کی امید ہے‘‘ چنانچہ آپ نے 138 احباب کا ذکر فرمایا جن میں سب سے پہلے لکھا:

1۔ حبی فی اللہ مولوی حکیم نور الدین بھیروی...

اور 38 کے بعد لکھا باقی اسماء بعض مبایعین کے یہ ہیں

(ازالہ اوہام صفحہ 544)

اور اس میں 34 نام ہیں جن میں نمبر 11 ’’حبی فی اللہ سید خصیلت علی‘‘ اس کے بعد آپ نے ان دوستوں کے لیے نصیحت کی باتیں لکھیں۔

(صفحہ 546)

’’عزیزانِ بے خلوص و صدق نکشائید راہے را۔ مصفا قطرہ باید کہ تا گوہر شود پیدا‘‘

اور آخر میں صفحہ 552 پر پُر خلوص دعائیں۔

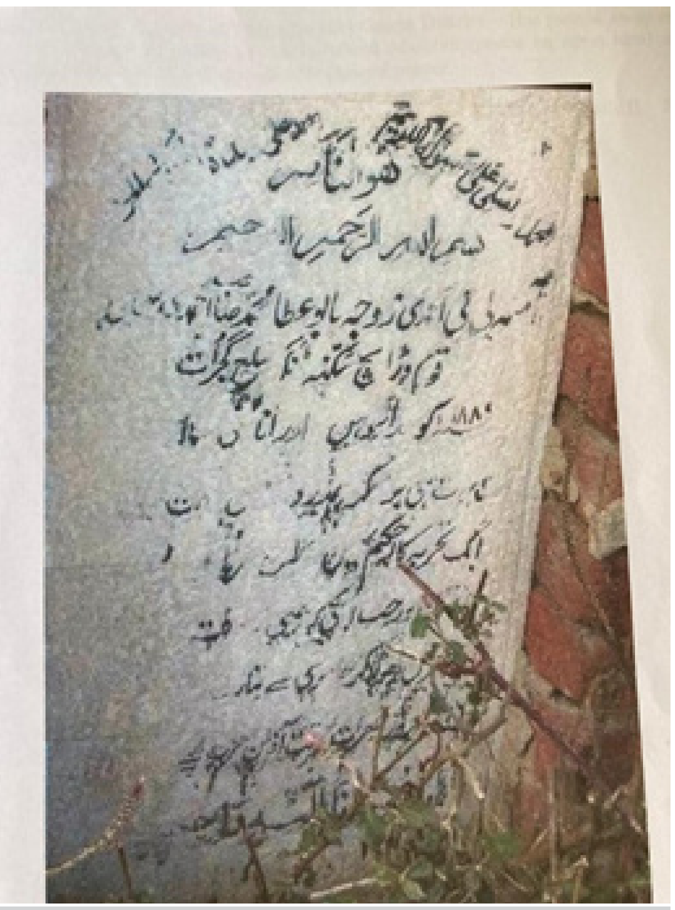

(کتبہ آمنہ بی بی زوجہ حضرت بابو عطا محمدؓ)

’’چاہیے کہ اسلام کی ساری تصویر تمہارے وجود میں نمودار ہو اور تمہاری پیشانیوں میں اثر سجود نظر آوے... توحید پر قائم رہو اور نماز کے پابند ہو جاؤ اور اپنے مولا کریم کے حکموں کو سب سے مقدم رکھو اور اسلام کے لیے سارے دکھ اٹھاؤ۔ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ نیز فرمایا ’’یہ سب اس عاجز کے مخلص دوست ہیں بعض ان میں سے اعلیٰ درجہ کا اخلاص رکھتے ہیں۔‘‘

(صفحہ 545)

دسمبر 1892ء میں جلسہ قادیان میں منعقد کرنے کے لیے 27 دسمبر کی تاریخ طے پائی۔ اسی سال آپ نے کتاب آئینہ کمالات اسلام لکھی اور اس میں دس دسمبر 1882ء کو آخر میں نواب محمد علی خان صاحب کے خط کا جواب تحریر کیا جس میں بہت سے لوگوں کے اوہام کو دور کیا اور اختتام ان الفاظ پر فرمایا:

’’ملاقات نہایت ضروری ہے میں چاہتا ہوں کہ جس طرح ہو سکے 27 دسمبر 1892ء کے جلسہ میں ضرور تشریف لائیں ان شاء اللہ القدیر آپ کے لیے بہت مفید ہو گا۔ جو سفر للہ کیا جاتا ہے وہ عند اللہ ایک قسم عبادت کے ہوتا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 357)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ میں ہر اس سفر کی بہت اہمیت ہے جو خدا کی خاطر کیا جائے اور خاص طور پر جلسہ جو مذہبی رنگ رکھتا ہو۔ چنانچہ 1892ء کے جلسہ میں شرکت کے لیے ہندوستان کے مختلف علاقوں سے سفر کر کے لوگ قادیان پہنچے جن کی تعداد 500 کے قریب تھی۔ اس میں بھیرہ، راولپنڈی، گجرات، جہلم، نوشہرہ، چکوال، سیالکوٹ، لاہور، گوجرانوالہ، دہلی کپورتھلہ، پٹیالہ، امرتسر، جالندھر اور ضلع گورداسپور کے لوگ شامل تھے۔ سید خصیلت علی شاہ صاحب بھی اس جلسہ میں شریک ہوئے جو اس وقت انسپکٹر پولیس کڑیانوالہ ضلع گجرات تھے۔ وہ بھی اس جلسہ میں شریک ہوئے۔ اس جلسہ میں اگرچہ 500 کے قریب لوگ جمع ہو گئے تھے مگر جو مخلصین محض للہ شریک جلسہ ہوئے ان کی تعداد 327 تھی اور ان کے نام آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ 616 سے 629 پر درج ہیں اور سید خصیلت علی شاہ صاحب کا نمبر 21 ہے اسی کتاب کے صفحہ نمبر 632 پر چندہ دہندگان میں بھی آپ کا نام ہے جو کہ نمبر 18 ہے۔ 1892ء کے بعد سید خصیلت علی شاہ صاحب کی تقرری ڈپٹی انسپکٹر پولیس ڈنگہ ضلع گجرات ہو گئی اور آپ کی آمد سے ڈنگہ کے بہت سے لوگوں کو احمدیت کی طرف رجحان ہوا۔ جن میں حضرت حافظ احمد دین صاحب اور ان کے فرزند میاں محمد صغیر حضرت حافظ کرم دین صاحب، شیخ علی محمد صاحب، میاں کرم دین صاحب جبکہ حضرت شیخ مولا بخش پہلے ہی احمدی ہو چکے تھے۔ ان سب کا ذکر بابو میاں عطاء محمد صاحب احمدی (میرے خاوند کے نانا) کی ڈائری میں موجود ہے اور یہ بھی درج ہے کہ حضرت سید خصیلت علی شاہ صاحب نے ڈنگہ میں احمدیت کی بنیاد ڈالی اور جمعہ پڑھایا۔ اس سے پہلے یہاں جمعہ کوئی نہ پڑھتا تھا اور 1953ء میں جب آپ نے ڈائری لکھی بقول آپ کے تین مساجد میں نماز ادا کی جاتی تھی۔ حضرت خصیلت علی شاہ صاحب اس کے بعد قادیان تشریف لے جاتے تھے اور 1897ء میں قادیان میں ملکہ وکٹوریہ کی ڈائمنڈ جوبلی کے سلسلہ میں 20 جون کو منعقد ہونے والے جلسہ میں آپ نے اپنے بیٹے سید ارشاد علی کے ساتھ شرکت کی۔ آپ کا اور آپ کے بیٹے کا نام تحفہ قیصریہ روحانی

خزائن جلد 12 کے صفحہ نمبر 310 سے 314 پر فہرست حاضرین ہے چنانچہ آپ کا نام نمبر 73 پر ہے اور آپ کے بیٹے کا نام صفحہ 314 پر نمبر 2 پر ہے۔ اسی روحانی خزائن جلد 12 میں کتاب سراج منیر کے صفحہ نمبر 86 پر چندہ دہندگان برائے تیاری مہمان خانہ و چاہ وغیرہ میں کالم نمبر 3 میں بھی سید خصیلت علی شاہ صاحب کا نام ہے۔ اس کے علاوہ شیخ مولا بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی نام ہے جو تاجر چرم (چمڑا) تھے کالم نمبر 1 میں آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے 313 صحابہ میں سے تھے نمبر 78۔حضرت سید خصیلت علی شاہ صاحب اس کے بعد قادیان نہ جا سکے کیونکہ اگلے ہی سال 1898ء میں صرف 42 سال کی عمر میں جب کھاریاں تھے آپ کی وفات ہوگئی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ 313 صحابہ مسیح موعود علیہ السلام میں آپ کا نمبر 226 ہے۔

1897ء اور ڈنگہ کے افراد کا قبول احمدیت

ڈنگہ میں مسیح مہدی کی آمد کی خبر شروع میں ہی پہنچ چکی تھی۔ بہت سے افراد کو خواب میں مسیح موعود نظر آئے اور ان کی جگہ بھی دکھائی گئی۔انہی میں سے میرے نانا کے بڑے بھائی حافظ احمد دین صاحب بھی تھے جو ڈنگہ کے زمیندار راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا گھرانہ بہت نیک دین دار تھا اور والد اور دادا حافظ تھے۔میرے نانا بچپن میں والدین کی شفقت سے محروم ہو گئے اور اپنے بھائی کی زیر کفالت رہے۔ 1895ء میں حافظ احمد دین صاحب نوکری کے لیے ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں تھے جب انہیں خواب میں ایک قصبہ نظر آیا اور ایک باریش بزرگ بھی دکھائی دیئے۔ دو سال بعد یکم جون 1897ء میں جب آپ ڈنگہ آئے تو اس خواب کا ذکر مولوی کرم دین صاحب سے کیا انہوں نے سید خصیلت علی شاہ صاحب کو بتایا۔ سید صاحب نے کہا جس قصبہ کا نقشہ حضرت حافظ احمد دین بتا رہے ہیں وہ تو قادیان ہے اور باریش بزرگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ حافظ احمد دین صاحب نے اپنے استاد احمد دین خیاط (درزی) سے بات کی کہ وہ بھی قادیان چلیں مگر خیاط صاحب احمدیت کے مخالف تھے اس لیے غصہ میں آ گئے۔ حافظ احمد دین صاحب نے منت سماجت کی تو استاد احمد دین ایک شرط پر قادیان جانے کے لیے راضی ہوئے کہ قادیان سے باہر ٹھہریں گے اور قادیان سے کھانا بھی نہ کھائیں گے۔ 20 جون 1895ء کو قادیان میں ملکہ وکٹوریہ کی ڈائمنڈ جوبلی کے سلسلہ میں ایک جلسہ کی تقریب ہونے والی تھی اور سید خصیلت علی شاہ صاحب اپنے بیٹے ارشاد علی کے ساتھ جانے والے تھے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے افراد ضلع گجرات سے جا رہے تھے۔ چنانچہ ڈنگہ سے حافظ احمد دین صاحب (میرے نانا کے بھائی) کے ساتھ حافظ کرم دین صاحب، شیخ علی محمد صاحب، شیخ مولا بخش صاحب، میاں کرم دین جنجوعہ، میاں کرم دین مدرس اور احمد دین خیاط صاحب چلنے کے لیے تیار ہو گئے۔ یہ تمام افراد 19 جون 1897ء کو قادیان پہنچ گئے۔

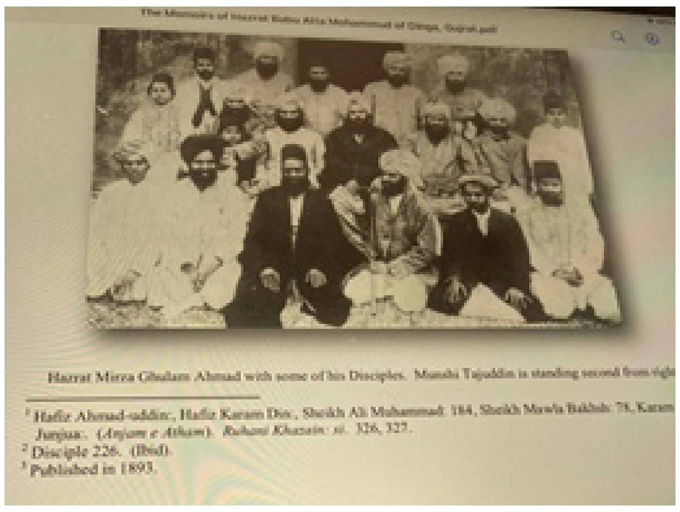

حافظ احمد دین خیاط اور چار اور افراد قادیان سے باہر ننگل ٹھہر گئے۔ اگلے دن قادیان پہنچ کر سید خصیلت علی شاہ صاحب نے میرے نانا کو بلا بھیجا۔ آپ نے استاد کو چلنے کو کہا جو اس شرط پر تیار ہو گئے کہ مجھے کوئی مجبور نہ کرے کہ کھانا کھاؤں کیونکہ اسی میں جادو ہے کہ مرزا صاحب کو مانا جائے۔ جب قادیان پہنچے تو حضرت اقدس مسجد مبارک کی چھت پر بیٹھے تھے۔ حافظ احمد دین صاحب نے جیسے ہی حضور کو دیکھا تو اپنے استاد کو کہا یہ تو وہی بزرگ ہیں جن کو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ استاد بولے ابھی خاموش رہو میرے دل میں کچھ اعتراض ہیں۔ اگر یہ سچے ہیں تو میرے اعتراضات کا خود ہی جواب دیں گے ورنہ صبح ہم واپس چلے جائیں گے۔ حضور اقدس نے قادیان کے لنگر کے کھانے کے متعلق بتایا کہ کس طرح کچھ لوگ نہیں کھاتے اور کفار مکہ کے اعتراضات کا حوالہ دیا۔ پھر نماز کا وقت ہوگیا اور حافظ احمد دین صاحب اور ان کے استاد واپس قادیان سے باہر چلے گئے اور کھانا کھا کر سو گئے۔ اچانک آدھی رات کے بعد حافظ احمد دین صاحب نے دیکھا کہ ان کے استاد لالٹین جلا کر کچھ لکھ رہے ہیں۔ جب دریافت کیا تو وہ رونے لگے اور کہا خواب لکھ رہا ہوں اور پھر اتنی زور زور سے رونے لگے کہ باقی سب ساتھی بھی جاگ گئے۔ استاد صاحب نے کہا ابھی اسی وقت قادیان جانا ہے۔ سب نے کہا نماز فجر پڑھ کر چلیں گے مگر استاد صاحب نے کہا کوئی نماز نہیں اور حافظ احمد دین صاحب (میرے نانا کے بھائی) کو سامان کے پاس چھوڑ کر سب چلے گئے۔ صبح آٹھ بجے واپس آئے اور کہا ’’میں نے بیعت کر لی ہے چلو قادیان چلیں‘‘ یہ 20 جون 1897ء ڈائمنڈ جوبلی ملکہ وکٹوریہ جلسہ کا دن تھا۔ باقی سب افراد نے بھی بیعت کر لی۔ کچھ نے تو پہلے ہی کر رکھی تھی۔ میرے نانا کے بھائی حافظ احمد دین صاحب اگلے سال 1898ء میں بھی قادیان آئے اور 11 نومبر 1899ء کو بھی اور جلسہ میں شرکت کی۔ آپ کی روایات الحکم 7 جون 1935ء اور الفضل 1954ء، 1935ء، 1930ء، 1925ءمیں درج ہیں۔ اس کے علاوہ تاریخ احمدیت جلد اول میں بھی موجود ہے جو حاضرین جلسہ کی ہے۔ صفحہ 301 سے شروع ہوتی ہے۔

نمبر 73 سید خصلیت علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس ڈنگہ ضلع گجرات

نمبر 149حافظ محمد حسین ڈنگہ

نمبر 160شیخ مولا بخش تاجر چرم ڈنگہ

نمبر 164حافظ احمد دین خیاط ڈنگہ

نمبر 168میاں کرم دین ڈنگہ

نمبر 169شیخ احمد دین ڈنگہ

نمبر 170میاں احمد دین ڈنگہ

اس کے علاوہ سید ارشاد علی ابن سید علی شاہ صاحب اور شاہ نواز ڈنگہ کا نام بھی صفحہ 314 پر درج ہے۔ اسی جلد 12 روحانی خزائن کے آخر پر ان احباب کے نام چندہ دہندگان کی فہرست میں بھی درج کیے گئے۔

شیخ علی محمد صاحب بھی ڈنگہ کے احمدی تھے اور چمڑے کا کام کرتے تھے۔ ان کی بیٹی کی شادی بھائی عبدالرحمان قادیانی کے ساتھ ہوئی تھی۔ ان کے بیٹے شیخ احمد دین بھی 1897ء میں وفد کے ساتھ قادیان گئے اور حضرت اقدس کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آپ نہایت مخلص احمدی تھے اور اپنی دکان کے دروازے پر یہ شعر دعا کے طور پر لکھ کر لگا رکھا تھا۔

سایہ گستر باد یا رب بر دل شیدائے ما
حضرتِ مہدی ما عیسیٰ ما میرزائے ما

ترجمہ: اے میرے رب میرے قربان ہونے والے دل پر ہمارے حضرت مہدی، حضرت عیسیٰ، ہمارے میرزا کا سایہ ہو

ایک اور حافظ احمد دین صاحب احمدی بھی ڈنگہ سے تعلق رکھتے تھے جن کے بیٹے حافظ میاں محمد صغیر صاحب کی قبر بھی قبرستان میں موجود ہے اور جس کی تحریر ہے کہ آپ نہایت ہردل عزیز مخلص احمدی اور صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔میاں محمد صغیر صاحب احمدی کے بیٹے بشیر احمد چیمہ کی قبر بھی ساتھ ہے۔جن کی تاریخ پیدائش 22جولائی 1925ء بھی کتبے پر لکھی ہوئی ہے۔

ڈنگہ کے میاں عطا محمد

(میرے خاوند اکرم اُپل کے نانا) کا قبول احمدیت

یہ 1897ء کی بات ہے جب ڈنگہ سے کچھ لوگوں کا ایک وفد ملکہ وکٹوریہ کی جوبلی کے سلسلہ میں منعقدہ جلسہ میں شرکت کے لیے گیا اور سب نے مسیح مہدی امام الزمان کے ہاتھ پر بیعت کی اور ڈنگہ میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب آئینہ کمالات اسلام پہنچی۔میاں عطا محمد جو ایک دین دار خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے بھی یہ کتاب حاصل کی اور رات کو گلی کی روشنی میں لوگوں کو بیٹھ کر سنایا کرتے تھے۔ 1898ء میں انہوں نے حضرت حافظ احمد دین (میرے نانا کے بھائی) کو کہا’’میری بیعت کا خط لکھ دیں کیونکہ سب میں مشہور ہو گیا ہے کہ عطا محمد احمدی ہو گیا ہے اور جھڑکیاں کھاتا رہتا ہوں‘‘ نیز کہا بزرگوں سے سن رکھا ہے کہ چودھویں صدی میں امام مہدی آئے گا اس کے مریدوں میں شامل ہونا بہشت کی نشانی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس کو میرا سلام پہنچانا۔ یہ بات دل میں جاں گزین ہے۔ چنانچہ حافظ احمد دین صاحب نے آپ کی بیعت کا خط لکھ دیا۔ اگلے سال آپ نے مڈل کا امتحان پاس کر لیا اور قادیان جا کر دستی بیعت کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ 1900ء کی بات ہے جب آپ لاہور پہنچ گئے۔ آپ کے پاس کرایہ تک نہ تھا سو وہ منشی تاج

(یادگار حضرت ڈاکٹر عبد اللہ احمدی ولد محمد دین صاحبؓ)

الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور 313 صحابہ میں ان کا نمبر 71 ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کے ساتھ تصویر میں پیچھے کھڑے ہیں دائیں طرف سے دوسرے ہیں۔ آپ لاہور میں اکاؤنٹینٹ تھے۔ لاہور سے پیدل سڑک پر چل پڑے کوئی واقف نہ تھا آخر شیخ احمد دین مل گئے۔ ان کا اور ان کے والد شیخ علی محمد صاحب کا ڈنگہ میں چمڑے کا کاروبار تھا۔ شیخ علی محمد صاحب محترم بھائی عبدالرحمٰن قادیانی کے سسر تھے۔ قادیان پہنچنے پر شیخ احمد دین صاحب نے ڈنگہ سے آئے ہوئے تمام آدمیوں کے رہنے کا بندوبست کر رکھا تھا۔ اگلے دن صبح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت ہوئی جب آپ سیر کے لیے تشریف لے جا رہے تھے۔ یہ 11 اپریل 1900ء بدھ کا دن تھا اور عید الاضحیٰ۔ حضور مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے اور جہاں کھڑے ہوئے وہاں بعد میں لوہے کی چادروں کی چھت ہے۔ حضور نے خطبہ الہامیہ ارشاد فرمایا۔ کیا سماں تھا معلوم ہوتا تھا آسمان سے جیسے نور کے ذرات آرہے ہوں۔ بعد میں ارشاد ہوا کہ گول کمرہ میں بیعت ہوگی۔ دروازے پر ایک پٹھان تھا اور لوگ تو اس سے پوچھ کر جاتے تھے لیکن میاں عطا محمد صاحب سب سے پہلے بغیر پوچھے اندر چلے گئے اور سب سے پہلے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ گئے اور جھک کر سلام عرض کیا۔ حضور نے بغور میاں عطا محمد صاحب کو دیکھا اور بیٹھنے کو فرمایا۔ آپ دوزانو حضور کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے اور حضور نے ازراہ کرم اپنا دایاں ہاتھ بڑھایا۔ عطا محمد صاحب نے ہاتھ حضور کے ہاتھ پر رکھا ہی تھا کہ نامعلوم کتنے ہی ہاتھ اوپر آگئے پھر آخری ہاتھ والے نے پگڑی پر ہاتھ رکھ دیا اور بیعت شروع ہوئی۔

”آج میں احمد کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں... پھر جس طرح آپ فرماتے رہے عطا محمد صاحب لکھتے ہیں خاکسار کہتا رہا۔ جب بیعت کر چکے تو سب اٹھ کر چلے گئے۔ عطا محمد صاحب جب صحن میں پہنچے تو سرور کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یاد آیا اور آپ واپس اندر چلے گئے اور حضور اقدس کے دائیں جانب تھوڑی سی جگہ تھی وہاں بیٹھ گئے۔ دوسری ٹولی بیعت والی آگئی تو حضور نے میاں عطا محمد صاحب کی طرف دیکھ کر فرمایا آپ تو بیعت کر چکے ہیں۔ تو آپ نے کہا ”حضور ایک بات بھول گیا تھا وہ یہ کہ حضور کی خدمت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچاؤں اسی طرح سید جیون شاہ صاحب جو ہمارے خاندان کے مرشد ہیں انہوں نے بھی آپ کو سلام پہنچانے کو کہا تھا۔ سو وہ بھی عرض کرتا ہوں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے پھر خاکسار کو شرف مصافحہ بخشا اور پھر خاکسار باہر چلا آیا“

میاں عطا محمد صاحب جب واپس ڈنگہ پہنچے تو ان کے والد صاحب نے کہا کہ تمہارا رشتہ جہاں طے ہوا تھا انہوں نے انکار کر دیا ہے۔ اب تم مفصل خط قادیان لکھ کر دو۔ میاں عطا محمد صاحب نے ایسا ہی کیا اور حضور کا جواب آیا۔ لکھا تھا۔ ”درود اور استغفار بہت پڑھا کرو۔ ہم دعا کریں گے۔“

اس کے چار پانچ ماہ بعد ایک شخص رسول نگر ضلع گوجرانوالہ سے چلتا ہے اور شام کو ڈنگہ پہنچتا ہے اور آتے ہی میاں عطا محمد کی پھوپھی کے بیٹے عبداللہ کے گھر جاتا ہے اور کہتا ہے تم اپنی بیٹی آمنہ کا رشتہ سائیں محمد دین کے بیٹے عطاء محمد سے کر دو۔ عبداللہ نے اسی عورت کو محمد دین کے گھر بھیجا کہ اسے بلا کر لائے جس نے اپنی بیٹی کا رشتہ عطاء محمد سے یہ کہہ کر ختم کر دیا تھا کہ یہ کافر ہوگیا ہے میں اپنی بیٹی کو زہر دے کر ماردوں گی مگر اس کافر کو نہ دوں گی۔ چنانچہ محمد دین (والد عطاء محمد) عبداللہ کے گھر پہنچے تو انہوں نے کہا میں اپنی بیٹی آمنہ کا رشتہ آپ کے بیٹے عطاء محمد کے لیے دیتا ہوں یہ کچھڑی کھا لو رشتہ پکا ہے۔ والد صاحب نے پہلے دعا کی اور پھر کچھڑی کھالی۔ جب سائیں محمد دین گھر سے باہر نکلے تو ہر طرف سے مبارک باد کی آوازیں آرہی تھیں اور میاں عطاء محمد خدا تعالیٰ کی قدرت کے کرشمہ اور بے نیازی پر حیران رہ گئے کہ کس طرح مسیح موعود علیہ السلام کی دعا اور احمدیت کی صداقت کا نشان ظاہر ہوا۔ میاں عطاء محمد کی بیوی آمنہ نے احمدیت قبول کر لی اور اپنے نام کے ساتھ احمدی کا لقب لگانا فخر سمجھا اور یہی لفظ آج بھی ان دونوں کی قبروں کے کتبوں پر کندہ ہے اور اس کے علاوہ اور احمدیوں کی قبروں کے کتبوں پر بھی۔ عطاء محمد صاحب احمدی کے خاندان میں اور کوئی احمدی نہ ہوا۔ آپ نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے۔

(باقی کیم ستمبر ان شاء اللہ)

ایڈیٹر کے نام خط

• مکرمہ صدف علیم صدیقی۔ کینیڈا سے لکھتی ہیں۔

آپ کا دو اقساط پر مبنی اداریہ بعنوان ”حسن اور حسین جوانان جنت کے سردار اور دنیا کے میرے دو پھول ہیں (حضرت محمدؐ)“ پڑھ کر اس مصرع پر ایک ادبی گروپ میں کچھ اشعار لکھے گئے جو پیش خدمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قربانی کی روح کو سمجھنے والا بنائے اور اس حرمت والے ماہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنے والا بنائے۔ آمین اللّھم آمین

حسنؓ و حسینؓ دونوں ہی جنت کے پھول ہیں
اور ہوں بھی کیوں نہ دونوں ہی خونِ بتولؓ ہیں

الفت کی گود پیار کا کاندھا نصیب تھا
ناناؐ کے ایک سجدے کی بھی وجہ طول ہیں

مصداق ہیں دعائے رسولؐ آخری حسینؓ
حق کے لئے ہمیشہ سے ہی با اصول ہیں

مہکا دیا ہے باغ جہاں اپنے خون سے
عشق و وفا تو آپ کے رستے کی دھول ہیں

پڑھ کر درود مصطفیٰؐ روتے ہیں زار زار
آ دیکھ تیرے واسطے عالم ملول ہیں

اونچا رہے گا سر یہ ہمیشہ ہی دہر میں
تیری محبتوں کے تو کربل قبول ہیں

سمجھے نہیں ہیں لوگ وہ خیمہ وہ پیاس کچھ
لگتا ہے لکھے سارے یہ نوحے فضول ہیں

ورثہ میں پایا آپ نے ایمان کا دیا
زہرہ کی جان آپ ہیں نسلِ رسولؐ ہیں

(سعدیہ مبارکہ۔ فجی)

لختِ جگر علیؓ کے تو لعلِ بتولؓ ہیں
حسنؓ و حسینؓ راج دلارے رسولؐ ہیں

ہم بھی غمِ حسینؓ ناتے ہیں با خدا
اے ابن علیؓ! ہم ترے قدموں کی دھول ہیں

بھیجو درود یاد رکھو ان کو ہر گھڑی
یہ آلِ مصطفیٰؐ سے وفا کے اصول ہیں

ایسا کیا ہے ظلم نہ جس کی ملے مثال
اُس کربلا پہ سارے زمانے ملول ہیں

اے فرات جا! تو بھی نہ پیاسوں سے مل سکا
اب تیرے ٹھنڈے پانی کے دعوے فضول ہیں

ظالم یزید آج بھی ہے ویسا ہی پلید
لیکن حسینؓ پاک تھے سب کو قبول ہیں

ناناؐ نے اپنے پیارے نواسوں کو یہ کہا
”حسنؓ و حسینؓ دونوں ہی جنت کے پھول ہیں“

جو ہیں حسینی سچ پہ ہیں قائم وہی صدف
سارے یزیدی دیکھیں یہ ابن جہول ہیں

(صدف علیم صدیقی)

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں
سبق نمبر 57

متعلق فعل برائے تعداد، ایجاب و انکار

گزشتہ چند اسباق سے ہم تمیز فعل یا متعلق فعل جسے انگریزی زبان میں Adverb کہا جاتا ہے کے متعلق تفصیل سے بات کر رہے ہیں۔ تمیز فعل کی تفصیلی تعریف اور اردو زبان میں اس کا کردار بھی بیان کیا جاچکا ہے۔مختصراً یہ کہ تمیز فعل ایک فعل کی کیفیت بیان کرتا ہے اور فعل کے ساتھ جب تمیز فعل آتا ہے تو اس کے آنے سے فعل کے معنوں میں مزید وسعت پیدا ہوجاتی ہے۔تمیز فعل کسی اسم صفت جسے انگریزی زبان میں Adjective کہتے ہیں، کے ساتھ آ کر بھی یہی کام کرتا ہے۔اب اس سلسلے کو مزید آگے بڑھاتے ہیں۔

تعداد سے متعلق تمیز فعل
Adverbs of numbers

ایک بار: فوراً، بلا توقف، اسی دم، یکا یک، دفعتاً، ایک ساتھ، ایک دم، کسی دن، کبھی۔

جیسے: یہ دوائی دن میں ایک بار کھانی ہے۔ Take this medicine once daily میں ان کے ہاں ایک بار گیا ہوں۔آپ ایک بار مجھ پر بھروسہ تو کریں۔یعنی کبھی تو ایسا کریں۔تم ایک بار بتا ہی دو جو تمھارے ذہن میں ہے۔یعنی مکمل بات ایک ہی دفعہ میں بتادو۔ اس نے ایک بار میں ہی اس کا کام تمام کر دیا۔یعنی فوراً۔ ایک بار سے بعض محاورے بھی اردو زبان میں کثرت سے استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے: مہنگا روئے ایک بار سستا روئے بار بار۔یعنی مہنگی چیز بہرحال میعاری بھی ہوتی ہے اور پائیدار بھی۔ ''ایک'' اور ''بار'' کے درمیان ''ہی'' لگا کر بھی بہت سے معنی پیدا کئے جاتے ہیں۔ جیسے۔ اعتبار ایک ہی بار کیا جاتا ہے۔

اسی طرح دو دفعہ کے لئے کہتے ہیں دو بار جیسے یہ دوا دن میں دو بار لیں۔ Take this medicine twice a day اسی لفظ دوبارہ سے ایک اور تمیز فعل بنتا ہے یعنی دوبارہ یہ زیادہ تر سوالیہ اور منفی جملوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے آپ نے یہ دوا دوبارہ تو نہیں لی۔کیا آپ نے تمام دستاویزات دوبارہ دیکھ لئے ہیں؟ یعنی Have you reviewed the documents بار کا معنی وزن، بوجھ، غم، ذمہ داری، فکر وغیرہ بھی ہے۔ بارِ دو عالم یعنی دنیا و آخرت کی فکر۔ اسی طرح بارِ دگر یا دیگر بار کا معنی بھی دوبارہ ہے۔

مزید متعلق فعل الفاظ برائے تعداد یہ ہیں: اکثر، ایک ایک، دو دو، اتنا، جتنا، کتنا۔

ایجاب و انکار سے متعلق تمیز فعل: یعنی ایسے تمیز فعل الفاظ جو کسی بات پر رضامندی دینے یا انکار کرنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

ہاں، جی، جی ہاں، نہیں، تو، شاید، غالباً، یقیناً بیشک، بلاشبہ، ہرگز، زنہار، بارے، البتہ، فی الحقیقت۔ اس فہرست میں بھی بعض الفاظ وضاحت طلب ہیں۔ اس لئے ہم ان کو سادہ مثالوں سے واضح کریں گے اور ان کے معنی بھی بیان کریں گے۔

ا۔ عام بول چال میں رضامندی کے لئے؛ ہاں، جی (عزت کے لئے) جی ہاں (تاکید کے لئے)، نہیں، نہیں تو (بریت کے لئے یعنی اپنی بے گناہی وغیرہ کے لئے حیران ہوتے ہوئے انکار کرنا)، جیسے: کیا تم نے میرا فون لیا ہے؟ تو جواباً اگر ''نہیں تو'' کہیں تو اس میں پوچھنے والے پر حیرت کا اظہار بھی ہے اور جس سے پوچھا گیا ہے اس کی طرف سے ایک خوف کا اظہار بھی ہے۔ اسی طرح ''تو'' اگر اکیلا آئے تو اس کا مطلب ہوتا ہے، مجھے کیا، میں کیا کروں، جیسے: میں اسکول جارہا ہوں۔ جواب: تو۔یعنی میں کیا کروں یا تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ بہت احترام کا مقام ہو تو سوال پوچھنے والے کا عہدہ، منصب یا عزت کا لقب جی کے بعد لگاتے ہیں۔ جیسے اگر استاد پوچھے: کیا آپ نے کام مکمل کرلیا تو جواب ہوگا جی جناب، جی سر اسی طرح بزرگوں کو جواب دیا جاتا ہے۔ جی دادی اماں، جی خالہ جان، جی حضور، جی بھائی جان وغیرہ۔ اگر سوال کو مزید وسعت دی جائے جیسے کیا آپ پیدائشی احمدی ہیں؟ جی حضور۔ آپ پاکستان سے آئے ہیں؟ ہاں جی۔یعنی جی سر، جی جناب کی تکرار نہیں کرتے۔ کسی الزامی، طنزیہ یا تکلیف دہ بات کے جواب میں ''جی نہیں'' بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ آپ بلا سوچے سمجھے بات کر رہے ہیں ایسا کچھ نہیں ہے۔ جیسے کوئی پوچھے آپ فون پر اتنی دیر سے گیم کھیل رہے ہو؟ تو یہ ایک اندازہ ہے پس اگر وہ گیم نہیں کھیل رہا یا رہی بلکہ اطفال، خدام یا ناصرات وغیرہ کی کلاس لے رہا ہے تو جواب میں کہے گا جی نہیں۔ مگر یہ بے تکلفی کا جواب ہے۔ اگر کوئی بزرگ یا بڑا پوچھے تو جواب ہوگا، نہیں نہیں میں کلاس لے رہا ہوں، دو بار نہیں میں غلط فہمی کا ادب کے ساتھ ازالہ کیا جارہا ہے۔ اسی طرح جب کوئی بات بری لگے یا کسی کو جتلانا ہو کہ وہ غلط بات کر رہا ہے یا ناانصافی کر رہا ہے تو ہاں ہاں کی تکرار آتی ہے۔ جیسے: تم تو کوئی کام نہیں کرتے؟ ہاں ہاں سب کام تو آپ کے دوسرے بچے کرتے ہیں۔ اور انتہائی رضامندی کے لئے بھی ہاں کی تکرار کرتے ہیں جس کا مطلب ہوتا ہے، کیوں نہیں ضرور۔ جیسے میں کل صبح آپ کے دفتر آجاؤں؟ ہاں ہاں آجاؤ۔ یہ روزانہ بول چال سے متعلق کچھ باتیں تھیں۔ اب ہم اگلے لفظ کو دیکھتے ہیں۔

شاید: غیر یقینی صورت حال میں استعمال کیا جاتا ہے، امکانی صورت میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے شاید میں اس سال جلسہ سالانہ قادیان پر جاؤں۔یعنی شاید جو کہ ایک متعلق فعل لفظ ہے وہ جاؤں کی وضاحت کر رہا ہے۔ انگریزی میں اس کے لئے May/ probably /chance وغیرہ استعمال ہوتے ہیں۔

غالباً: Most probably یعنی زیادہ امکان اس بات کا ہے۔ جیسے آپ غالباً یہاں پہلی بار آئے ہیں: It is your first visit here, if I am not wrong اس کے لئے **غالب امکان** بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: غالب امکان ہے کہ اس برس حضور انور جلسہ سالانہ میں بنفس نفیس شرکت فرمائیں گے۔یعنی جلسہ میں تشریف لائیں گے نہ کہ ویڈیو لنک سے خطاب فرمائیں۔ باقی آئندہ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

پس سنو اور خوب کان کھول کر سنو کہ تبدیل مذہب کے لئے تمام جزئیات کی تفتیش کچھ ضروری نہیں بلکہ سچائی کی تلاش کرنے والے کے لئے مذاہب موجودہ کا باہم مقابلہ کرنے کے وقت اور پھر ان میں سے سچا مذہب شناخت کرنے کے لئے صرف تین باتوں کا دیکھنا ضروری ہے۔ 1۔ اوّل یہ کہ اس مذہب میں خدا کی نسبت کیا تعلیم ہے یعنی اُس کی توحید اور قدرت اور علم اور کمال اور عظمت اور سزا اور رحمت اور دیگر لوازم اور خواص الوہیّت کی نسبت کیا بیان ہے کیونکہ اگر کوئی مذہب خدا کو واحد لاشریک قرار نہیں دیتا اور آسمان کے اجرام یا زمین کے عناصر یا کسی انسان یا اور چیزوں کو خدا جانتا ہے یا خدا کے برابر ٹھہراتا ہے اور ایسی پرستشوں سے منع نہیں کرتا یا خدا کی قدرت کو ناقص خیال کرتا ہے اور جہاں تک امکان قدرت ہے وہاں تک قدرت کے سلسلہ کو نہیں پہنچاتا یا اُس کے علم کو ناتمام جانتا ہے یا اس کی قدیم عظمت کے برخلاف کوئی تعلیم دیتا ہے یا سزا اور رحمت کے قانون میں افراط یا تفریط کی راہ لیتا ہے یا اُس کی رحمت عامہ جیسا کہ جسمانی طور پر محیط عالم ہے اس کے برخلاف کسی خاص قوم سے خدا کا خاص تعلق اور روحانی نعمت کے وسائل کو مخصوص رکھتا ہے یا الوہیت کے خواص میں سے کسی خاصہ کے برخلاف بیان کرتا ہے تو وہ مذہب خدا کی طرف سے نہیں ہے۔

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 373)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

تبدیل مذہب: پیدائشی یا آباؤ اجداد کے مذہب کو چھوڑ کر نیا مذہب اختیار کرنا۔

تمام جزئیات: کسی چیز یا تعلیم کے تمام اصول، حصے، تصورات، عقائد وغیرہ۔

تفتیش: دریافت، تحقیقات، چھان بین، پوچھ گچھ، کھوج لگانا۔

موجودہ: کوئی بھی چیز، اصول، نظام، شخص جو اس زمانے میں ہو جس میں ایک انسان خود زندہ ہے۔ جماعت احمدیہ میں یہ لفظ کثرت سے خلافت کے تعلق میں بیان ہوتا ہے۔ جیسے ہم کہتے ہیں ''موجودہ حضور'' تو مراد ہوتی ہے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

باہم مقابلہ: یعنی دو یا دو سے زیادہ اشیاء کے خواص یا اصولوں کو تفصیل سے ایک دوسرے سے مقابلہ کرکے پرکھنا Comparative study/research

شناخت: پہچان کرنا، جان لینا Identify

توحید: خدا کے ایک ہونے کا عقیدہ، اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا، ایک ماننا، ایک جاننا۔

قدرت: طاقت، دسترس، امکانی طاقت، اللہ تعالیٰ کی طاقتیں۔

بھارت کے مشہور اردو شاعر بشیر بدر کا ایک شعر جو ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ پر صادق آتا ہے

خدا کی اس کے گلے میں عجیب قدرت ہے
وہ بولتا ہے تو اک روشنی سی ہوتی ہے

بقیہ صفحہ 4 پر

محمد لقمان

یادِ رفتگاں

والد محترم محمد صدیق ولد فضل احمد مرحوم

مؤرخہ 15 جون 2022ء کو ہمارے نہایت شفیق والد محترم محمد صدیق ولد فضل احمد صاحب بقضائے الٰہی اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

پیارے حضور انور کی خدمت میں درخواست کی گئی کہ حضور از راہ شفقت بہشتی مقبرہ دارالفضل میں تدفین کی اجازت عطا فرمائیں جو پیارے آقا نے از حد شفقت فرماتے ہوئے قبول فرمائی۔ لہٰذا مورخہ 17 جون 2022ء کو بہشتی مقبرہ دارالفضل میں تدفین عمل میں آئی۔ اس سے قبل بیت المہدی میں نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں بکثرت احباب شریک ہوئے۔

ہمارے والد صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت دیندار اور دینی عزت رکھنے والے تھے۔عبادت گزار اور بندگانِ خدا کے خدمت گار تھے۔ ہرقسم کے ہم وغم، فکر وپریشانی میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا اور اسی پر توکل کرنا شیوہ تھا۔خوشیوں کے مواقع پر بھی آپ کا پہلا اور سب سے بڑا ردعمل یہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے تھے۔ آپ کا چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے عام طور پر یہ جملہ ہوتا ’’یا اللہ خیر‘‘

عزت دینی کا ناقابل فراموش واقعہ

دینی اور جماعتی غیرت کا ایک واقعہ ناقابل فراموش ہے وہ یہ کہ بشیر آباد سٹیٹ کی زمینیں قومیالی گئیں تو اس کے کچھ عرصہ بعد ایک قریبی گاؤں کا سب سے بڑا سندھی رئیس جس کا نام جعفر خان تھا جو دنیاوی لحاظ سے علاقہ میں بڑی وجاہت رکھتا تھا وہ بشیر آباد ہائی سکول آیا جہاں میرے والد صاحب ہیڈ ماسٹر تھے۔وہ والد صاحب سے مخاطب ہوا اور کہنے لگا کہ صرف زمینیں ہی تم لوگوں سے نہیں چھنی بلکہ عنقریب گوٹھ بشیر آباد کا نام و نشان بھی مٹ جائے گا۔ میرے والد صاحب نے نہایت جوش سے جواب دیا کہ تمہیں معلوم ہے کہ بشیر آباد کس کے نام سے آباد ہے؟ خدا کبھی اس کا نام نہیں مٹنے دے گا۔ ہاں اگر تم اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے تو خدا تعالیٰ تمہارا نام و نشان مٹادے گا۔ اس لئے اپنا یہ تکبر ترک کرو اور احمدیوں پر زیادتیاں کرنی ختم کرو اور خدا سے ڈرو۔ جس عظیم انسان کے نام سے یہ گاؤں آباد ہے وہ خدا کا بہت پیارا ہے اس لئے یہ ہو نہیں سکتا کہ خدا اپنے پیارے بندے کا نام مٹادے اور تم جیسے دنیاداروں کو اس کے مدمقابل عزت سے نوازے۔ نہ یہ تمہارا کام ہے اور نہ ہی تمہاری طاقت لہٰذا باز آجاؤ۔

یہ وڈیرہ اپنے علاقہ میں میلہ لگوایا کرتا تھا کچھ عرصہ بعد میلہ کے موقع پر اس کے ذاتی دشمنوں نے جو کہ سندھی تھے موقع پاکر اسے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا یوں اس کا وجود تو مٹ گیا جبکہ بشیر آباد اللہ تعالیٰ کے فضل سے قائم و دائم ہے۔ اور ایک بڑی تعداد میں وہاں احمدی آباد ہیں اور نہایت عزت کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں۔ بشیر آباد کے بے شمار لوگ دنیا کے کئی ممالک میں آباد ہیں۔

ایک اور واقعہ

ایک اور واقعہ اس سے ملتا جلتا مجھے یاد آیا کہ 1985ء کے غیر جماعتی انتخاب کے نتیجہ میں ہمارے علاقے میں ایک بہت بڑا زمیندار اور تگڑا رئیس ایم پی اے بنا۔ یہ شخص ذاتی طور پر جماعت کا مخالف تھا۔ وہ ایک مرتبہ بشیر آباد آیا۔ (سکول میں ایک مددگار کارکن کی آسامی خالی ہوئی جس پر والد صاحب نے ایک احمدی کا تقرر کروا دیا تھا) وہ ایم پی اے والد صاحب سے کہنے لگا آپ نے ایک احمدی پنجابی اور قادیانی کو لگوا دیا ہے اسے فارغ کرواؤ اور میرا یہ بندہ لگواؤ۔ (ایک شخص اس کے ہمراہ تھا) ورنہ کل صبح 9 بجے کے بعد میں آپ کو معطل کروا دوں گا۔ یہ سن کر والد صاحب نے فوراً جواب دیا کہ میں نے جس کو لگوایا ہے اسے نہیں نکالوں گا یہ بات مناسب نہیں لگتی۔ رہی آپ کی یہ دھمکی تو ہوسکتا ہے کہ کل 9 بجے کے بعد آپ ایم پی اے نہ رہیں۔ وہ بڑا تلملایا اور غصہ کے عالم میں اپنا سا مُنہ لے کر چلا گیا۔ خدا کی قدرت کہ اگلے دن صبح 9 بجے اسمبلیاں توڑ دی گئیں۔ اس کے بعد وہ شخص کبھی ایم پی اے نہ بن سکا۔ ہر انتخاب میں حصہ لیتا رہا اور مسلسل ہارتا رہا۔

توکل علی اللہ

اللہ تعالیٰ پر توکل اور دنیاداری سے بے نیازی کا یہ عالَم تھا کہ جب اسٹیٹس کی زمینیں قومیالی گئیں اور لوگوں کو الاٹمنٹ کی گئی۔ ہمارے سکول کے سارے عملہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ارشاد کی روشنی میں گورنمنٹ کی سروس منظور کرلی۔ اس دوران اسسٹنٹ کمیشنر ٹنڈو اللہ یار بشیر آباد آیا تاکہ الاٹمنٹ کر سکے۔ اس نے والد صاحب کو حقداروں کی (قانون کے مطابق) نشاندہی کے لیے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ ابھی چند یونٹ ہی الاٹ کیے تھے کہ اے سی کہنے لگا ہیڈ ماسٹر صاحب کیا آپ کو زمین کی ضرورت نہیں؟ والد صاحب نے جواب دیا کہ میں تو ہاری نہیں ہوں۔ اس نے کہا چھوڑیں اس بات کو آپ ابھی گھر جائیں اور اپنا شناختی کارڈ اور بڑے بیٹے کے ضروری کاغذات لے کر آئیں میں آپ کو دو الاٹمنٹس دیتا ہوں کوئی مخالفت نہیں کرے گا۔ مگر والد صاحب کا ایک ہی اصرار تھا کہ میں ہاری نہیں، میرا حق نہیں۔ آپ بس اتنا کردیں کہ ہمیں قبرستان کے لیے جگہ دے دیں اور دوسرا یہ کہ سکول کا گراؤنڈ کسی کو الاٹ نہ کریں۔ یہ بچوں کے کھیلنے کیلئے محفوظ رہنے دیں۔

اپنے کلاس فیلو کو جواب

مجھے یاد ہے کہ آپ کے کالج کے زمانہ کے ایک کلاس فیلو جماعتی دورہ پر بشیر آباد آئے۔ خاکسار خود پاس موجود تھا جب کلاس فیلو نے والد صاحب سے کہا صدیق! تم سے کم لائق لوگ کالجوں میں پروفیسر لگے ہوئے ہیں اور تم اس جنگل میں آبیٹھے ہو۔ یہ کونسی عقلمندی کی بات ہے۔ والد صاحب نے جواب دیا کہ مجھے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے سندھ آنے کی تحریک فرمائی تھی۔ اس لیے مجھے یقین ہے کہ ان کی بات مان کر مجھے

گھاٹا نہیں ہوگا۔ میری اولاد اس جنگل سے بھی پڑھ لکھ کر بہت ترقی کرے گی۔ آپ کا یہ یقین بڑی شان سے حقیقت بن چکا ہے جسے ہمارے والد محترم نے بھی ملاحظہ کیا گویا خدا نے آپ کی زندگی میں آپ کے اس یقین کا نتیجہ خود ہی آپ کو بھی دکھایا۔ اور آپ کی ساری اولاد کو خدمت دین کی راہ پر چلا کر دنیا میں پھیلا دیا اور بہت سوں کیلئے ایک عظیم الشان مثال بنا دیا۔

امانت داری

ساری عمر اپنے جملہ فرائض نہایت درجہ امانت و دیانت کے ساتھ ادا کیے اور امکاناً بھی اگر بددیانتی کا شبہ پیدا ہوا تو اس عمل سے پرہیز کیا۔ ایک موقع پر سیکریٹری تعلیم حکومت سندھ نے سندھ کے سینئر ہیڈ ماسٹرز کی فہرست جاری کی تو اس کے مطابق ہمارے والد صاحب سندھ کے سکولز میں سب سے سینئر ہیڈ ماسٹر قرار پائے۔ تب سوال پیدا ہوگیا کہ انہیں سینئر پوسٹ پر ترقی کیوں نہ دی گئی۔ لہٰذا خود اس وقت کے صوبائی وزیر تعلیم (سید خالد علی جن کا تعلق ایم کیو ایم سے تھا) نے فون کیا اور والد صاحب کو دو اضلاع میں سے ایک کا ڈی۔ای۔او بننے کی آفر کی۔ والد صاحب نے کہا اس پوسٹ پر تو مالی بدعنوانیاں عام ہو چکی ہیں۔ میرا کیریئر تو صاف ستھرا ہے لہٰذا بہتر ہوگا کہ مجھے اس امتحان میں نہ ڈالیں۔ وہ وزیر صاحب بھی یہ جواب سُن کر خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ کا ریکارڈ میں نے دیکھا ہے وہ آپ کی دیانتداری کا گواہ ہے اور پھر آپ کا تقرر بطور پرنسپل ہائر سیکنڈری سکول کر دیا گیا۔ جہاں سے بعد ازاں آپ ریٹائر ہوئے۔

ابتلاء میں خدا کی طرف رجوع

خدا پر توکل کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ ایک ایسا ابتلاء آیا کہ لگتا تھا کہ ساری فیملی کو ہی ہلاک کر ڈالے گا۔ مگر والد صاحب نے خود بھی مصلّٰی بچھا لیا آپ کی گڑگڑاہٹ ایسی ہوتی کہ گویا زمین لرز رہی ہے اور ہم سب کو بھی دعا کیلئے کہا۔ بڑے یقین سے کہتے تھے کہ دیکھنا خدا کی تقدیر ان حالات کو بدل دے گی۔ اُن دنوں والد صاحب خدا کے حضور مرغ بسمل کی طرح تڑپتے اور پھر چند دنوں بعد خدا کی رحمت کا عظیم الشان نظارہ بھی دیکھا۔ سب مخالفانہ آندھیاں کافور ہوگئیں اور تمام مخالفانہ حالات موافقت کی صورتحال میں بدل گئے۔

دینی خدمات کا شوق

دینی خدمات کا شوق اللہ کے فضل سے جنون کی حد تک تھا۔ نہ صرف خود ساری عمر جماعتی خدمات بڑے جوش سے ادا کرتے رہے بلکہ اولاد کو بھی اس طرف راغب کیا۔ پانچ میں سے 2 بیٹے مربی سلسلہ ہیں۔ خاکسار

محمد لقمان اور محمد عثمان شاہد صاحب مربی ضلع کراچی، ایک بیٹا ڈاکٹر محمد ابراہیم اپنی اہلیہ ڈاکٹر شائلہ ابراہیم سمیت وقف کر کے غانا میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ کے بڑے بیٹے پروفیسر محمد عمر فاروق صاحب آج کل بہت علیل ہیں۔ وہ بھی لمبے عرصہ تک ضلع حیدرآباد کے سیکرٹری وقف نو کے ساتھ ساتھ دیگر جماعتی وتنظیمی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ کے سب سے چھوٹے بیٹے محمد نعمان صاحب برٹل انگلینڈ میں ریجنل امیر اور ڈائریکٹر ہیومینٹی فرسٹ کے طور پر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ کی بڑی بیٹی امۃ الوحید صاحبہ کراچی میں صدر لجنہ حلقہ ماڈل کالونی رہیں۔ انگلینڈ جانے کے بعد سے تاحال وہاں قیام کے دوران مختلف جماعتی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔سب سے چھوٹی بیٹی حمامۃ البشریٰ آج کل بیمار ہیں۔صحت کی حالت میں انہوں نے بھی بڑے شوق سے جماعتی خدمات کی انجام دہی کی۔

تربیت کا اچھوتا انداز

آپ نے ہماری تربیت بڑے ہی اچھوتے انداز میں کی۔ ہم جب چھوٹے تھے تو جب بھی سب اکٹھے ہو کر آپ کے قریب بیٹھتے تو آپ کوئی نہ کوئی دینی علمی سوال اٹھاتے رہتے اور پھر خود ہی جواب دے دیتے۔ خاکسار جب جامعہ احمدیہ میں تھا اور پھر میدانِ عمل میں آیا تو میرے ساتھ ذاتی طور پر بھی یہی طرز عمل تھا کہ علمی سوالات اٹھاتے اور پھر مناسب رہنمائی کرتے۔ اس بات کا مجھے بہت زیادہ فائدہ پہنچا۔

نمازوں کا پہرہ

ہمیشہ آپ کو یہ فکر رہتی کہ نماز ضائع نہ ہو۔خود ساری عمر اس بات کا ہمیشہ خیال رکھا۔ بیت الذکر میں جا کر باجماعت نماز ادا کرنا آپ کا طرّہ امتیاز تھا۔طویل عرصہ تک بشیر آباد جماعت میں نمازوں کی امامت بھی کی۔ اس کے ساتھ ساتھ اولاد کی نمازوں پر بھی پہرہ دیا۔ ہر کسی سے بار بار پوچھا کرتے تھے کہ تم نے نماز ادا کر لی ہے؟

سلسلہ کے بزرگوں کا احترام

ہم نے ہمیشہ بچپن سے تاحال یہ بات نوٹ کی کہ ہمارے والد محترم سلسلہ کے بزرگوں کا ازحد احترام کرتے اور ان بزرگوں کے لئے آپ کے دل میں محبت کے عجیب وغریب جذبات موجزن تھے۔ خاندان مسیح موعودؑ کے بزرگوں کا تو کیا ہی کہنا ان کے علاوہ حضرت مولانا ابو العطاء صاحب، مولانا جلال الدین شمس وغیرہ کا نام لیتے تو اکثر فرط محبت میں آبدیدہ ہو جاتے۔ اپنے اساتذہ کرام کا ذکر بھی ایسی محبت سے کیا کرتے کہ رشک آتا۔ میرا اندازہ ہے کہ اپنے اساتذہ کرام میں سے آپ کو سب سے زیادہ محبت محترم حضرت صوفی بشارت الرحمان مرحوم سے تھی۔ ایک مرتبہ حضرت صوفی صاحب مرحوم پر ابتلا آیا تو ہمارے والد محترم ان کے لئے تڑپ تڑپ کر دعا کرتے کہ شاید سگی اولاد بھی ایسا نہ کر سکتی ہو۔حضرت صوفی صاحب نے بھی اس محبت کا حق ادا کیا۔ ہم دونوں مربی بھائی بھی ان کے شاگرد ہیں۔ہمیں کہا کرتے کہ تم میرے پوتے ہو پھر اس کو حق جان کر یہ تعلق خوب نبھایا۔ کبھی سزا دے کر اور کبھی محبت کے ساتھ سینے سے لگا کر۔ (اللہ تعالیٰ حضرت صوفی صاحب کے درجات بلند سے بلند تر فرماتا چلا جائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا کرے)

صحابہ سے تعلق

ہمارے والد مرحوم کو صحابہ حضرت مسیح موعودؑ سے بے حد انس اور محبت تھی۔ آپ کے دادا حضرت میاں محمد دینؓ اور نانا حضرت میاں پیر محمدؓ صاحب پیر کوٹی (والد مولانا سلطان احمد پیر کوٹی مرحوم) صحابہ تھے۔ جس عقیدت اور محبت سے ان بزرگوں کا نام لیتے وہ قابل رشک تھا۔ تمام صحابہ کا ذکر جب بھی کرتے اشکبار آنکھوں سے کرتے ان کے ایمان افروز واقعات ہمیں سنایا کرتے تھے۔حضرت مولانا راجیکیؓ صاحب، حضرت مولانا قدرت اللہ سنوریؓ صاحب، حضرت صوفی غلام محمدؓ صاحب اور حضرت بابو فقیر علیؓ صاحب کا تذکرہ بہت زیادہ کیا کرتے تھے۔حضرت مولوی محمد دینؓ صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ، سابق ناظر تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے آپ پر وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی۔ بہت محبت تھی بے انتہا پیار تھا۔ کیوں نہ ہوتا کہ وہ وجود ہی اپنی ذات میں کمال تھا۔

جماعتی بزرگوں سے عقیدت و محبت کا انداز

والد صاحب کی آخری بیماری کے ایام میں ایک دن میں اور والد صاحب فضل عمر ہسپتال کی ایمرجنسی کے سامنے کھڑے تھے۔ والد صاحب ویل چیئر پر تھے۔ دور سے مکرم و محترم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب ہمیں دیکھ کر وہاں تشریف لے آئے اور والد صاحب سے بڑی محبت سے ملے۔ (اللہ انہیں جزاء دے۔ میں نے ہمیشہ انہیں اپنے بھائی کی طرح ہی دیکھا ہے اور انہیں اپنی دعاؤں کا حصہ رکھا ہے)۔ جب وہ مل کر چلے گئے تو والد صاحب مجھے کہنے لگے کہ تمہیں پتہ ہے کہ ڈاکٹر سلطان مبشر سے مجھے بہت محبت ہے۔ میں نے وجہ پوچھی تو کہا کہ ایک تو یہ بات ہے کہ میں جب بھی ان کے پاس چیک اپ کے لئے آتا ہوں تو بڑی عقیدت اور محبت سے دیکھتے ہیں۔ لیکن اصل وجہ محبت کی یہ نہیں اصل وجہ یہ ہے کہ یہ مولانا دوست محمد شاہد صاحب کے بیٹے ہیں جنہوں نے واقف زندگی ہونے کا عہد کمال طور پر نبھایا ہے۔ پھر رونے لگے میں نے کہا کیا بات ہے کہنے لگے سلطان کی اہلیہ فوت ہو گئی ہیں وہ بڑی مشکل میں ہیں۔ اللہ ان پر فضل فرمائے۔ بڑی دیر تک انہیں دعائیں دیتے رہے۔

ایک مرتبہ مجھے کہنے لگے کہ میں تمہیں ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں میں نے کہا کہ فرمائیں تو کہنے لگے کہ تمہارا ایک استاد بڑا ہی درویش ہے۔ اس استاد کی بہت عزت کرنا۔ اس کے لیے ہمیشہ دعا کرنا۔ میں نے کہا میرے سارے ہی اساتذہ اللہ کے فضل سے بہت درویش اور قابل احترام ہیں۔ تو کہنے لگے مجھے جن کا پتہ ہے میں تو ان کی ہی بات کروں گا۔ پھر استاذی المحترم مولانا مبشر کاہلوں صاحب کا نام لیا اور بڑی دیر تک ان کی تعریف کرتے رہے۔

آپ کے شاگرد

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے والد صاحب مرحوم کے بے شمار شاگرد اکناف عالم میں آباد کسی نہ کسی رنگ میں جماعتی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ڈاکٹرز ہیں، انجینئرز ہیں، اساتذہ ہیں، الغرض مختلف شعبہ ہائے زندگی سے منسلک اور وابستہ ہیں۔ ان میں سے بے شمار کے تعزیتی فون اور پیغامات موصول ہوئے۔ محبت سے لبریز ان کے جذبات ہمیں ہر لحظہ و ہر آن خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی طرف مائل کرتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ان سب کی طرف سے عقیدت و محبت کا اظہار ہمارے لیے ایک طرح سے زندگی بخش ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو شاد آباد رکھے۔ نیک اور بامراد زندگیاں نصیب کرے۔ اور ان کی اولاد در اولاد کو اپنے فضلوں کے وارث بناتا چلا جائے۔

ورق تمام ہوا

ہمارے والد مرحوم کی زندگی علم و عمل سے عبارت تھی ان کے حالات زندگی کے تذکرے عظیم القام بھی ہیں اور سوہان روح کا درجہ رکھتے ہیں۔ یادوں کا یہ بہتا دریا ہے جو ختم نہیں ہوتا مگر اوراق محدود ہیں۔ لہٰذا حالات و واقعات کا یہ سلسلہ یہیں ختم کرتا ہوں۔

والد مرحوم کے لیے چند اشعار

خاکسار نے والد مرحوم کی یاد میں یہ چند اشعار قلمبند کئے تھے جن پر اس سلسلہ کو ختم کرتا ہوں

ہمارے سر پہ گھنا سا وہ ایک سایہ تھا
ہمارا باپ تھا شفقت کا اک کنایہ تھا

وہ پیار کرتا تھا، جاں سے عزیز رکھتا تھا
وہ اپنی باتوں سے محفل لذیذ رکھتا تھا

وہ اپنا رعب بھی کچھ جمائے رکھتا تھا
وہ راہ راست پہ ہم کو چلائے رکھتا تھا

ہمارے کرب سے آگاہ ہمیشہ رہتا تھا
ہمارے درد میں خوش خواہ ہمیشہ رہتا تھا

وہ عادتاً بھی ہر اک درد سہتا رہتا تھا
پرایا تیر بھی سینے پہ سہتا رہتا تھا

ہمیشہ عجز و تذلل ہی اس کا شیوہ تھا
کسی کے کام وہ آئے یہ اس کا میوہ تھا

عجیب وسعت قلبی تھی نیک خواہی تھی
ہرایک چیز عطا کی جو ہم نے چاہی تھی

بڑا ہی عالم و عامل وجود اس کا تھا
بڑا ہی دلبر و داتا وجود اس کا تھا

عجب گہر تھا بڑا شاندار بندہ تھا
بڑا ہی منصف و ایماندار بندہ تھا

خدا کی بخشش و رحمت کا اس پہ سایہ ہو
کمال پیار کا برکت کا اُس پہ سایہ ہو

دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے والد مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آپ کے درجات بلند فرمائے اور اپنے پیاروں کی معیت نصیب فرمائے۔ آمین

حنیف احمد محمود۔ برطانیہ

تبصرہ کتب

رجل رشید

(سوانح حیات مکرم چوہدری رشید احمد سابق سیکرٹری پریس اینڈ پبلیکیشنز انٹرنیشنل)

گزشتہ دنوں مکرمہ ناصرہ رشید آف لندن نے اپنے ہم سفر مکرم چوہدری رشید احمد مرحوم کی سوانح عمری (Biography) بھجوائی۔ خاکسار سمجھا کہ انہوں نے چوہدری صاحب مرحوم سے ایک تعلق کی بناء پر پڑھنے کے لئے بھجوائی ہے۔ مگر کھولنے پر یہ نوٹ بھی پڑھنے کو ملا کہ امید ہے آپ الفضل میں تبصرہ ضرور شائع کریں گے۔

کتاب پڑھنے کا قرض اتار کر اب تبصرہ کرنے کا قرض اتارنے کے لئے حاضر ہوں۔قرض کا لفظ خاکسار نے اس لئے استعمال کیا ہے کہ اس ’’رجل رشید‘‘ کے خاکسار پر کسی تعلق اور جان پہچان کے بغیر بہت احسانات ہیں۔ مجھے نہیں یاد کہ میرا اس محسن انسان کے ساتھ تعلق کیسے، کب، کدھر بڑھا۔ خاکسار کو قریباً ہر سال جلسہ سالانہ برطانیہ میں پاکستان سے شامل ہونے کی توفیق ملتی رہی۔ غالباً مسجد فضل میں کتب کی Exchange پر رابطہ ہوا۔ خاکسار نے اپنی ایک دو کتب اس ناطے سے آپ کو بطور تحفہ دیں کہ آپ جماعت احمدیہ برطانیہ کے سیکرٹری پریس اینڈ پبلیکیشنز ہیں۔ آپ نے مجھے اپنی کتب دیں۔ جن میں بچوں کی کتب شامل تھیں۔ اس کے بعد آپ نے ہر سال مجھے کتب دینی شروع کر دیں۔ مجھے اور کیا چاہیے تھا۔ میں تو پہلے ہی کتب کا بھوکا تھا اور اس وقت کتب لے جانے پر پابندی کا سامنا بھی نہیں تھا۔ آہستہ آہستہ آپ نے ڈئیر پارک سے کتب لے کر دینی شروع کر دیں۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ آپ مجھے اپنی چھوٹی کار Smart (جو آپ نے اسی سال خریدی تھی) پر بٹھا کر ڈئیر پارک لے گئے اور وئیر ہاؤس (گودام) میں لے جا کر کہنے لگے کہ جو جو کتاب چاہیے لے لیں۔ اور بعد میں اپنی جیب سے ان کتب کی ادائیگی بھی کر دی۔ آپ نے الفضل انٹرنیشنل خاکسار کے نام اعزازی طور پر جاری بھی کروایا۔ دیگر اہم نیشنل اخبار جن میں جماعت کے متعلق کوئی خبر شائع ہوئی ہوتی مجھے ڈھونڈ کر دیتے۔ بہت شفیق، ہمدرد اور محبت کرنے والے انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ آمین

کتاب بعنوان رجل رشید کا خوبصورت اور دیدہ زیب سرورق دیکھتے ہی دو باتیں فوراً ذہن میں ابھرتی ہیں۔ اوّل ہنستے مسکراتے چہرے کو دیکھ کر یہ تاثر ملتا ہے کہ آپ سامنے کھڑے ہیں (آپ کی وفات نہیں ہوئی) اور آپ کی اہلیہ محترمہ ناصرہ رشید نے آپ کی سوانح حیات لکھ کر آپ کو زندہ کر دیا ہے۔ اور دوم کتاب کا نام ’’رجل رشید‘‘ اپنی طرف قاری کو مائل کرتا ہے۔ سرورق پلٹتے ہی جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے آپ کے متعلق ایسے جذبات کہ ’’یہ رجل رشید ہیں‘‘۔ پر نظر پڑتی ہے تو آنکھیں رشک سے چھلکتی ہیں کہ کسی انسان کی زندگی میں ایک خلیفۃ المسیح کے ریمارکس بہت معنی رکھتے ہیں۔

’’رجل رشید‘‘ کا ٹائٹل اپنے اندر بہت معنی رکھتا ہے گویا کہ خلیفۃ المسیح آپ کو سمجھدار اور عقل مند ہونے کا سر ٹیفیکیٹ دے رہے ہیں۔ پورے الفاظ یوں ہیں۔

’’رشید صاحب ماشاء اللہ قابل رشک خدمات سر انجام دے رہے ہیں اور مجھے بہت عزیز ہیں۔ بلا شبہ یہ رجل رشید ہیں۔‘‘

اور آپ کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے متعلق فرمایا ’’مکرم چوہدری صاحب نہایت مخلص، بےنفس اور فدائی احمدی تھے۔‘‘

مصنفہ مکرمہ ناصرہ رشید آف لندن نے اس کتاب کو امرتسر انڈیا سے 500 کی تعداد میں طبع کروا کر مہیا کیا ہے اور یہ کتاب درج ذیل ایڈریس سے منگوائی جا سکتی ہے۔

82Girdwood Road

SW185QT London.Uk

Mail:nasira.ahmad@yahoo.com

Tel:+44 7737 949161

یہ کتاب 440 صفحات پر مشتمل ہے۔ کاغذ بہت نفیس ہے؛ اور رنگین فوٹوز (تصاویر) جو کتاب کے مختلف حصوں میں ہیں اور جنہوں نے کتاب کی خوبصورتی کو چار چاند لگا رکھے ہیں کل صفحات 440 میں شامل نہیں۔ یہ ضخیم کتاب 15 ابواب پر مشتمل ہے جن کی ترتیب کچھ یوں ہے۔

1: آباؤ اجداد

2: عائلی زندگی کا آغاز

3: زندگی کے پہلے دور میں دوستوں کے تاثرات

4: انگلستان کی طرف ہجرت

5: ایک شفیق باپ، بچوں کے مضامین

6: علمی و قلمی خدمات

7: داغ ہجرت

8: سفر

9: وصال

10: خلفائے کرام کی شفقتیں

11: خطوط

12: تاثرات مربیان و عہدیداران جماعت

13: اقرباء کے تاثرات

14: میرے والدین اور خاندان کے بزرگان

15: مضامین اور شاعری

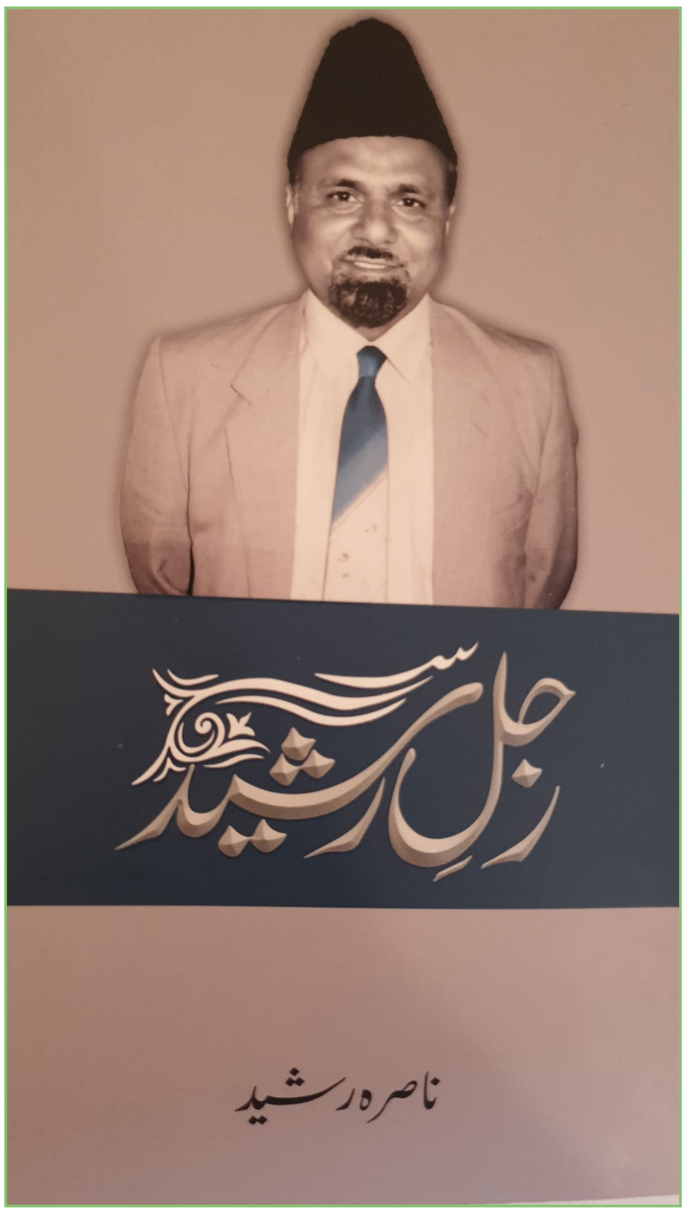

محترمہ ناصرہ رشید کی تحریر بہت سہل، آسان اور اس میں روانی ہے۔ جو دل میں اترتی جاتی ہے۔ تاہم مصنفہ ماں ہوتے ہوئے اپنے چھوٹے بیٹے کے نام سے کنفیوز نظر آئیں۔ کسی جگہ قمر احمد مشہود، کسی جگہ مشہود احمد قمر اور کسی جگہ مشہود قمر احمد نام لکھ رہی ہیں اور کتاب کا نام ’’رجلٌ رشیدٌ‘‘ ہوتا تو زیادہ مناسب تھا۔ حضورؒ نے رجل رشید نام دیتے وقت کوئی اعراب نہیں لگائے تھے مگر کتاب کا نام رَجُلِ رشید نام تجویز کیا۔ اس کتاب کی ایک خوبی یہ ہے کہ پروف کی غلطیوں سے مبرّا ہے۔ پیش لفظ مکرم منیر الدین شمس ایڈیشنل وکیل التصنیف، ابتدائیہ مکرم احمد طاہر مرزا مبلغ و نمائندہ الفضل آن لائن گھانا جبکہ عرض حال و حرف آخر مصنفہ کے ہاتھوں کا تحریر شدہ ہے۔

مرحوم رجل رشید ایک منجھے ہوئے ادیب، شاعر اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ جس کا بخوبی اندازہ تو کتاب پڑھ کر ہی ہوگا۔ یہ کتاب جہاں تاریخ خاندان اور احمدیت ہے وہاں تعلیم و تربیت کے لئے بہترین مشعل راہ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس تصنیف میں کسی نہ کسی طرح حصہ ڈالنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور بہت سوں کے لئے یہ کتاب فائدہ کا باعث ہو۔ آمین

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آنمحترمہ کے لئے اس خط میں اس امر کا اظہار فرمایا کہ ’’آپ ان (چوہدری صاحب) کی حقیقی معنوں میں ناصرہ ثابت ہو رہی ہیں۔‘‘

یہ تو حضورؒ کے مرحوم کی زندگی میں آپ کی اہلیہ کے متعلق جذبات تھے۔ آپ واقعتاً مرحوم کی سیرت و سوانح پر کتاب لکھ کر حقیقی معنوں میں ان کی وفات کے بعد بھی ناصرہ ثابت ہوئی ہیں۔

کان اللہ معھا وایدھا بنصرہ

رپورٹ: ذیشان محمود۔ مربی سلسلہ سیرالیون

جامعۃ المبشرین سیرالیون میں سالانہ کھیلوں کا انعقاد

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعۃ المبشرین سیرالیون 2006ء سے باقاعدہ طور پر سرگرم ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق معلّمین کرام کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ جاری ہے۔ دوران تعلیم طلباء کی دینی و دنیاوی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت کا بھی خیال رکھا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَّأَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ (صحیح مسلم کتاب القدر باب فی الامر بالقوۃ وترک العجز) یعنی قوی مومن اللہ تعالیٰ کی نظر میں ضعیف اور کمزور مومن سے بہتر اور محبوب ہے۔ اور اَلْعَقْلُ السَّلِيْمُ فِي الْجِسْمِ السَّلِيْمِ کہ عقل سلیم کے لیے صحت مند جسم کا ہونا بھی ضروری ہے۔ چنانچہ جامعہ احمدیہ میں دیگر شعبہ جات کے ساتھ ساتھ مجلس العاب (کھیل و ورزش) بھی باقاعدگی سے سرگرم ہے۔

مولوی مورلائی فورنا (Morlai Fornah) صاحب، استاد جامعہ نگران مجلس العاب ہیں۔ جامعہ میں روزانہ باقاعدگی سے بعد نماز عصر ورزش کا اہتمام کیا جاتا ہے جو کہ ہر طالب علم کے لیے لازمی ہے۔ اس کے بعد طلباء اپنے شوق کے مطابق فٹ بال یا والی بال کھیلتے ہیں۔

طلباء کے شوق کو بڑھانے اور مسابقت کی روح پیدا کرنے کے لیے ہر سال باقاعدگی سے مختلف ٹیم ایونٹس اور انفرادی کھیلوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ سال کے آغاز میں تمام طلباء کو تین گروپس، قناعت، شفقت اور بسالت میں تقسیم کر کے ان کی نگرانی جامعہ کے اساتذہ کے سپرد کی جاتی ہے تاوہ انہیں کھیلنے کے صحیح طریقوں سے آگاہ کریں اور اس بات کا خیال رکھیں کہ مسابقت کی یہ روح مثبت پہلوؤں کو اجاگر کرنے والی ہو۔

تعلیمی سال 2021-2022ء میں جامعہ میں درج ذیل انفرادی اور اجتماعی کھیلوں کے مقابلے منعقد کیے گئے۔

انفرادی مقابلہ جات میں دوڑ 100میٹر، 200میٹر، 300میٹر، 400میٹر، 1500 میٹر، بوری دوڑ، تین ٹانگ دوڑ، لمبی چھلانگ، اونچی چھلانگ، تھالی پھینکنا، گولہ پھینکنا، میوزیکل چیئر، نشانہ غلیل، ثابت قدمی، کلائی پکڑنا، پنجہ آزمائی، تیز پیدل چلنا، کراس کنٹری ریس اور روک دوڑ۔ جبکہ اجتماعی مقابلہ جات میں 4x100 میٹر دوڑ، 4x200میٹر ریس، 4x400میٹر ریس، ریلے ریس، رسہ کشی، فٹبال، باڑی اور والی بال شامل تھے۔

ابتدائی راؤنڈز

اجتماعی مقابلہ جات فٹبال، والی بال، رسہ کشی، اور باڑی کے ابتدائی کوالیفائنگ میچز ماہ اکتوبر 2021ء میں کروائے گئے اور ان کے فائنل اور انفرادی مقابلہ جات کا انعقاد جامعہ کی ورزشی ریلی کے دوران منعقد ہوئے۔

اینٹ پر چلنا: 10 مارچ 2022ء کو Brisk Walking کا مقابلہ جامعہ گراؤنڈ میں منعقد ہوا۔ تمام طلباء نے جامعہ گراؤنڈ کے 80 چکر مکمل کئے۔ اول آنے والے طالب علم نے ایک گھنٹہ 11 منٹ میں چکر مکمل کئے۔

کراس کنٹری دوڑ: کراس کنٹری دوڑ کا ایک مقصد تبلیغی میدان میں پیدل سفر کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہے۔ 17 مارچ 2022ء کو مقابلہ کراس کنٹری منعقد ہوا۔ طلباء بوٹاؤن سے فلاواہون گاؤں تک جا کر واپس آئے کا 24 کلومیٹر کا فاصلہ طے کیا۔

پہلے پانچ طلباء کا دورانیہ درج ذیل ہے: ایک گھنٹہ 36 منٹ، ایک گھنٹہ 40 منٹ، ایک گھنٹہ 51 منٹ، ایک گھنٹہ 52 منٹ اور ایک گھنٹہ 53 منٹ۔

سالانہ کھیلیں 2022ء

امسال سالانہ کھیلیں 14، 15 اور 16 مئی 2022ء کو منعقد ہوئیں جبکہ 23 مئی کو روک دوڑ اور اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ اس موقع پر طلباء کی حوصلہ افزائی کے لیے جامعہ کے جملہ اساتذہ بھی موجود تھے۔ محض اللہ کے فضل سے یہ ورزشی ریلی انتہائی کامیاب رہی۔

14 مئی کو صبح مکرم مبارک احمد محسن صاحب پرنسپل جامعہ کے زیرِ صدارت سالانہ کھیلوں کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ عزیزم سلیمان سو (درجہ ثالثہ) نے تلاوت قرآن کریم اور عزیزم علی بی کانو (درجہ رابعہ) نے نظم پیش کی۔ پھر تمام شاہلین نے سیرالیون کا قومی ترانہ پڑھا جس کے بعد صدر مجلس نے طلبہ کو جسمانی صحت و تندرستی کی اہمیت اور کھیلوں میں بھرپور شمولیت کے متعلق نصائح کیں۔ مولوی مورلائی فورنا صاحب (نگران مجلس العاب) نے طلبا کو ہدایات دیں۔ پروگرام کے آخر میں صدر مجلس نے دعا کے ساتھ سالانہ کھیلوں کا باقاعدہ آغاز فرمایا۔

14 مئی کو میوزیکل چیئر، نشانہ غلیل، ہائی جمپ، پنجہ آزمائی، کلائی پکڑنا اور مشاہدہ معاینہ کے انفرادی کھیل اور اجتماعی میں باڑی کا فائنل میچ ہوا۔ قناعت اور شفقت گروپ انتہائی دلچسپ کھیل کے بعد شفقت گروپ فاتح قرار پایا۔

دوسرا روز۔ کھیل و پکنک

مؤرخہ 15 مئی 2022ء کو دیگر کھیلوں کے ساتھ طلباء جامعہ و مدرسۃ الحفظ اور اساتذہ مع فیملیز کی سالانہ پکنک کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ اس سلسلہ میں بو۔کینیما ہائی وے پر واقع بو ٹاؤن کا وسیع و عریض اسٹیڈیم خصوصی طور پر ریزرو کروایا گیا تھا۔ صبح 8:30 بجے اساتذہ و طلبا اسٹیڈیم پہنچے۔ حسب روایت مختصر پروگرام سے دن کا آغاز ہوا۔ عزیزم محمد یورو (درجہ رابعہ) نے تلاوت قرآن کریم اور عزیزم بشیر الدین کمارا (درجہ رابعہ) نے اردو نظم پیش کی بعد ازاں جملہ طلبا نے قومی ترانہ پڑھا۔ جس کے بعد مولوی مورلائی فورنا صاحب (نگران مجلس العاب) نے طلبا کو ہدایات دیں۔ دعا کے ساتھ ہی کھیلوں کا آغاز ہوا۔

اس روز مختلف دوڑیں منعقد ہوئیں جن میں سو میٹر، دوسو میٹر، تین سومیٹر کے علاوہ ریلے ریس، سیک ریس، تین ٹانگ دوڑ شامل تھیں۔ ایتھلیٹکس میں لمبی چھلانگ، ثابت قدمی، تھالی اور گولا پھینکنا کے مقابلے ہوئے۔ اجتماعی مقابلہ جات میں رسہ کشی کا فائنل شفقت بمقابلہ بسالت گروپ تھا جس میں شفقت گروپ فاتح رہا۔ فٹبال میچ قناعت بمقابلہ بسالت گروپ جس میں بسالت گروپ فاتح قرار پایا۔ نماز ظہر وعصر کے بعد جملہ شاہلین کے لئے کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا جس کے بعد واپسی ہوئی۔

وقت کی کمی کے باعث والی بال کا فائنل مؤرخہ 16 مئی بعد از عصر جامعہ احمدیہ کمپاؤنڈ میں منعقد ہوا۔ شفقت گروپ اور بسالت گروپ کے درمیان دلچسپ مقابلہ ہوا جس میں بسالت گروپ کی جیت ہوئی۔

روک دوڑ و اختتامی تقریب

روک دوڑ جامعہ کی تاریخ میں ہمیشہ سے ایک اور دلچسپ مقابلہ رہا ہے۔ جامعہ احمدیہ ربوہ میں روک دوڑ دیکھنے کے لئے ایک جم غفیر امڈ آتا تھا۔ اس دوڑ کا مقصد یہ ہے کہ ایک مبلغ تبلیغی میدان میں اسلام احمدیت کا پیغام احسن طریق پر پہنچانے کا عزم کرے خواہ کسی بھی قسم کی رکاوٹ حائل ہو جائے۔ روک دوڑ کے لئے تیاری کا 20 مئی سے ہی آغاز کر دیا گیا تھا طلباء نے بھرپور محنت کے ساتھ مختلف قسم کی 30 رکاوٹیں تیار کیں۔

مؤرخہ 23 مئی 2022ء کو روک دوڑ (Hurdle Race) کا مقابلہ ہوا جس کے مہمان خصوصی مکرم محترم عقیل احمد صاحب (ریجنل مبلغ BO ریجن) قائم مقام مشنری انچارج سیرالیون تھے۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت اور نظم سے ہوا۔ پھر نگران صاحب مجلس العاب نے قواعد بتائے اور مہمان خصوصی صاحب نے طلباء کو مفید نصائح کیں اور دعا سے دوڑ کا آغاز ہوا۔

ریس کے ابتدا میں ایک پیغام پڑھ کر سنایا گیا، طلباء نے تمام رکاوٹیں مثلاً زمین پر رینگ کر چلنا، بوری ریس، لوہے کے پل پر چلنا اور کھمبے پر چڑھنا، دائرے میں دوڑنا، پانی میں غوطہ لگانا، آری سے لکڑی کاٹنا، غبارہ پھلانا، بغیر ہاتھ لگائے آٹے میں سے ٹافی ڈھونڈ کر کھانا، ٹائر کھمبے میں ڈالنا، سیڑھی چڑھنا۔ یہ تمام روکیں عبور کرنے کے بعد آخر میں ہر طالب علم نے شروع میں دیا گیا پیغام سنایا۔ ایک دلچسپ مقابلہ کے بعد یہ دوڑ مکمل ہوئی اور عزیزم ارونا ایم کونٹے نے سب سے کم وقت میں صدرِ مجلس کو پیغام سنا کر یہ دوڑ جیت لی۔

بہترین کھلاڑی و بہترین گروپ

سال 2021-2022ء میں انفرادی مقابلہ جات میں بہترین کھلاڑی عزیزم ابوبکر اے کمارا (درجہ رابعہ) قرار پائے۔ اور قناعت گروپ فاتح گروپ کی ٹرافی کے حقدار قرار پایا۔

مدرسۃ الحفظ

مدرسۃ الحفظ میں 4 طلباء زیرِ تعلیم ہیں طلباء نے سالانہ کھیلوں میں بھرپور حصہ لیا۔ طلباء کے مابین دوڑ سو میٹر، میوزیکل چیئر اور لمبی چھلانگ کے مقابلہ جات کروائے گئے۔

سالانہ کھیلوں میں اعزاز پانے والے طلباء میں سالانہ تقریب تقسیم انعامات میں انعامات تقسیم کئے جائیں گے۔

ابن ایف آر بسمل

حضرت امام حسینؑ کی پاک سیرت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے متعدد جگہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ کا ذکر خیر فرمایا ہے۔ آپؑ کو اہل بیت سے جو والہانہ محبت تھی اس کا اظہار آپؑ نے اشعار میں بھی فرمایا ہے ایک عربی شعر میں فرمایا:

و آلہ الذین ھم بشجرۃ النبوۃ
کالا غصبان و بشامۃ النبی کا لریحان

(آل محمد درخت نبوت کی شاخوں کی طرح اور نبی کی قوت شامہ کے لئے ریحان کی طرح ہیں)

(روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 188)

اک فارسی شعر میں فرمایا۔

جان و دلم فدائے جمال محمد است
خاکم نثار کوچۂ آل محمد است

(میرا جان و دل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا ہے۔ میری خاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے کوچہ پر نثار ہے۔)

یزید نما معاندین کو آپ نے مخاطب کر کے فرمایا۔

اتق اللہ یا عدو حسین
اتق اللہ یا غریق المین
قلت انا عالم فار علمك
ان دعوی العلوم لیس بھین

ترجمہ:

اے عدو حسین! اللہ سے ڈر
اے جھوٹ میں ڈوبے ہوئے! اللہ سے ڈر
تو نے کہا کہ میں عالم ہوں سو اپنا علم دکھا
بے شک علوم کا دعوی کرنا آسان ہے

(قصائد احمدیہ صفحہ 172 - 173)

زیارت اہل بیت

عالم کشف میں آپؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کے ساتھ حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ کی زیارت بھی ہوئی ’’.....پھر حسینؓ میرے پاس آئے اور دونوں مجھ سے بھائیوں کی طرح محبت کا اظہار کرتے تھے۔ ۔ ۔ اور یہ کشف بیداری والے کشور میں سے تھا جس پر کئی سال گزر چکے ہیں‘‘

(تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 22 حاشیہ)

آپؑ کے الہامات میں بھی حسنؓ اور حسینؓ کا ذکر ملتا ہے۔

پاکیزہ سیرت

حضرت امام حسینؓ کی سیرت پاک کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

’’کہتے ہیں کہ امام حسینؓ کے پاس ایک نوکر چاء کی پیالی لایا جب قریب آیا تو غفلت سے وہ پیالی آپ کے سر پر گر پڑی آپ نے تکلیف محسوس کر کے ذرا تیز نظر سے غلام کی طرف دیکھا غلام نے آہستہ سے پڑھا الکاظمین الغیظ یہ سن کر امام حسینؓ نے فرمایا کظمت غلام نے پھر کہا والعافین عن الناس۔ کظیم میں انسان غصہ دبالیتا ہے اور اظہار نہیں کرتا مگر اندر سے پوری رضامندی نہیں ہوتی اس لئے عفو کی شرط لگا دی ہے۔ آپ نے کہا میں نے عفو کیا پھر پڑھا واللہ یحب المحسنین محبوب الٰہی وہ ہوتے ہیں جو کظم اور عفو کے بعد نیکی بھی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جا آزاد بھی کیا راستبازوں کے نمونے ایسے ہیں کہ چاء کی پیالی گرا کر آزاد ہوا۔ اب بتاؤ کہ یہ نمونہ اصول کی عمدگی ہی سے پیدا ہوا۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 115)

اہل بیت

فرمایا۔ اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ یعنی اے اہل بیت! خدا تمہیں ایک امتحان کے ذریعہ سے پاک کرنا چاہتا ہے جیسا کہ حق ہے پاک کرنے کا۔

جہاں یہ آیت ہے وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں ہی کا ذکر ہے۔ سارے مفسر اس پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ امہات المؤمنین کی صفت اس جگہ بیان فرماتا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا ہے۔

اَلطَّيِّبُ لِلطَّيِّبِيۡنَ

یہ آیت چاہتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والے طیبات ہوں۔ ہاں اس میں صرف بیبیاں ہی شامل نہیں بلکہ آپ کے گھر میں رہنے والی ساری عورتیں شامل ہیں اور اس لئے اس میں بنت بھی داخل ہوسکتی ہے بلکہ ہے اور جب فاطمہ رضی اللہ عنہا داخل ہوئیں تو حسینؓ بھی داخل ہوئے پس اس سے زیادہ یہ آیت وسیع ہوسکتی تھی ہم نے کر دی کیونکہ قرآن شریف ازواج کو مخاطب کرتا ہے اور بعض احادیث نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسینؓ کو مطہرین میں داخل کیا ہے پس ہم نے دونوں کو ایک جا جمع کر لیا.........

اہل بیت جو ایک پاک گروہ اور بڑا عظیم الشان گھرانا تھا اس کے پاک کرنے کے واسطے بھی اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيۡرًا

یعنی میں ہی ناپاکی اور نجاست کو دور کروں گا اور خود ہی ان کو پاک کیا...‘‘

(تفسیر مسیح موعود جلد 7 صفحہ 44)

سنت اہل بیت رسالت

فرمایا ’’ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہؤا کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیا اور اس نے یہ ذکر کر کے کہ کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ میں اس سنت اہل بیت رسالت کو بجا لاؤں۔ سو میں نے کچھ مدت تک التزام صوم کو مناسب سمجھا... اور اس قسم کے روزہ کے عجائبات میں سے جو میرے تجربہ میں آئے۔ وہ لطیف مکاشفات ہیں جو اس زمانہ میں میرے پر کھلے۔ چنانچہ بعض گزشتہ نبیوں کی ملاقاتیں ہوئیں اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیاء اس امت میں گزر چکے ہیں ان سے ملاقات ہوئی...... اور علاوہ اس کے انوار روحانی تمثیلی طور پر برنگ ستون سبز و سرخ ایسے دلکش و دلستان طور پر نظر آتے تھے جن کا بیان کرنا بالکل طاقت تحریر سے باہر ہے۔ وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے ہوئے تھے۔ جن میں سے بعض چمکدار سفید اور بعض سبز اور بعض سرخ تھے ان کو دل سے ایسا تعلق تھا کہ ان کو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہنچتا تھا اور دنیا کی کوئی بھی ایسی لذت نہیں ہوگی جیسا کہ ان کو دیکھ کر دل اور روح کو لذت آتی تھی۔

میرے خیال میں وہ ستون خدا اور بندہ کی محبت کی ترکیب سے ایک تمثیلی سورت میں ظاہر کئے گئے تھے یعنی وہ ایک نور تھا جو اوپر سے نازل ہوا اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہوگئی۔ یہ روحانی امور ہیں کہ دنیا ان کو نہیں پہچان سکتی کیونکہ وہ دنیا میں ایسے بھی ہیں جن کو ان امور سے خبر ملتی ہے۔‘‘

(تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 23-22)

آل محمدؐ پر درود

فرمایا ’’جس طرح خدا تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھائی تھیں۔ مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک دعا سکھائی اور وہ یہ ہے۔

سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ سُبۡحَانَ اللّٰهِ الۡعَظِيۡمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ‘‘

(تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 32)

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِىِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا ﴿۵۷﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمۡ عَذَابًا مُّهِيۡنًا ﴿۵۸﴾ وَالَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ بِغَيۡرِ مَا اكۡتَسَبُوۡا فَقَدِ احۡتَمَلُوۡا بُهۡتَانًا وَّاِثۡمًا مُّبِيۡنًا ﴿۵۹﴾

(الاحزاب: 57- 59)

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔ یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا میں بھی لعنت ڈالی ہے اور آخرت میں بھی اور ان کے لئے رسوا کن عذاب تیار کیا ہے۔ اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اذیت پہنچاتے ہیں بغیر اس (جرم) کے جو انہوں نے کمایا ہو تو انہوں نے ایک بڑے بہتان اور کھلم کھلا گناہ کا بوجھ اٹھا لیا۔

یعنی مومن مردوں اور عورتوں کو بیجا اور ناحق دکھ دینے والے بہتان اور بھاری گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

آتی فوج الملآئکۃ الکرام
بکف المصطفی آصحی الزمام

میں ملائکہ کرام کے لشکر دیکھتا ہوں (جن کی) باگ ڈور محمد مصطفیٰؐ کے ہاتھ میں دی گئی ہے۔

شیراز احمد۔ کینیڈا

پاکستان کی سیاست میں قربانی کے بکرے کا کردار

پاکستان کی قومی اسمبلی نے پاکستان کے لیے ایک منشور اور ایک دستور اور ایک آئین بنانے کے لئے 1947ء سے قانون سازی شروع کر دی تھی۔ چنانچہ 1948ء میں پاکستان کے لیے پہلا آئین منظور کیا گیا اور دوسرا 1956ء میں اور تیسرا 1974ء میں منظور کیا گیا۔ 1974ء کا آئین جو 1970ء میں قومی اسمبلی کو پیش کیا گیا تھا، میں ایک ترمیم کے ذریعے احمدیہ مسلم جماعت کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔

احمدیہ مسلم جماعت نے 1974ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی کے پورے ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی کے سامنے اپنے مسلمان ہونے، اپنے بنیادی عقائد کی وضاحت اور جماعت پر لگائے گئے بے بنیاد الزامات کی تردید کی اور یہ بات واضح کی کہ کوئی قومی اسمبلی اور عدالت کسی شخص کے مذہب کا تعین کرنے کا اختیار نہیں رکھتی۔

ایک اصولی سوال

کیا دنیا کی کوئی اسمبلی فی ذاتہ اس بات کی مجاز ہے کہ

اول :۔کسی شخص سے یہ بنیادی حق چھین سکے کہ وہ جس مذہب کی طرف چاہے منسوب ہو ؟

دوم:۔ یا مذہبی امور میں دخل اندازی کرتے ہوئے اس بات کا فیصلہ کرے کہ کسی جماعت یا فرقے یا فرد کا کیا مذہب ہے؟

ہم ان دونوں سوالات کے جوابات نفی میں دیتے ہیں ہمارے نزدیک رنگ ونسل اور جغرافیائی اور قومی تقسیمات سے قطع نظر انسان کا یہ بنیادی حق ہے کہ وہ جس مذہب کی طرف چاہے منسوب ہو اور دنیا میں کوئی انسان یا انجمن یا اسمبلی اسے اس بنیادی حق سے محروم نہیں کر سکتے۔اقوام متحدہ کے دستورعمل میں جہاں بنیادی انسانی حقوق کی ضمانت دی گئی ہے وہاں ہر انسان کا یہ بنیادی حق بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ وہ جس مذہب کی طرف چاہے منسوب ہو۔

اسی طرح پاکستان کے دستور اساسی میں بھی دفعہ نمبر 20 کے تحت ہر پاکستانی کا یہ بنیادی حق تسلیم کیا گیا ہے اس لئے یہ امر اصولاً طے ہونا چاہیے کہ کیا یہ کمیٹی پاکستان کے دستور اساسی کی رو سے زیر نظر قرار داد پر بحث کی مجاز ہے یا نہیں ؟(محضر نامہ، صفحہ 3-4)

رنگ ونسل اور جغرافیائی اور قومی تقسیمات سے قطع نظر ہر انسان کا یہ بنیادی حق ہے کہ وہ جس مذہب کی طرف چاہے منسوب ہو اور دنیا میں کوئی انسان یا انجمن یا اسمبلی اسے اس بنیادی حق سے محروم نہیں کرسکتی۔ پاکستان کے 1970 کے آئین کی دوسری ترمیم میں یہ کہا گیا ہے کہ

The Second Amendment of Pakistan Constitution 1970 states

a person who does not believe in the absolute and unqualified finality of the Prophethood of Muhammad(peace be upon him), the lasts of the Prophets and claim to be a Prophet,in any sense of the word or any description whatsoever, after Muhammad (peace be upon him), recognizes such a claimant as a Prophet or religious reformer, is not a Muslim all the purposes of the Constitution or law

اینٹی احمدیہ آرڈیننس

جنرل ضیاء الحق کی طرف سے جاری کردہ اینٹی احمدیہ آرڈیننس جس میں احمدیہ مسلم جماعت پر مندرجہ ذیل پابندیاں لگائی گئی ہیں۔

Ordinance No.XX of 1984 states

Amend the Law to prohibit qadiani group, Lahori group and Ahmadis from indulging in anti-Islamic activities

Part I

- Cannot call themselves Muslims
- Referred to their faith as Islam
- Call their place of worship as Mosque
- Make the call for pray(adhan)
- Say Islamic greetings alaikum (peace be on you)
- Preach or propagate their faith

Part II

Addition of new section 298 B and 298 C act XLV of 1860

298B

Misuse of epithets,descriptions and titles etc reserved for certain holy personages or places

298C

Poses himself as a Muslim, or calls or refers to his faith as Muslims, preaches or propagates his faith,invites others to accept his faith

Any of the above will be punishable by three years of imprisonment and a fine

1970ء کے آئین کی دوسری ترمیم اور 1984ء میں جنرل ضیاء الحق کی طرف سے جاری کردہ اینٹی احمدیہ آرڈیننس کے بعد حکومت پاکستان نے احمدیہ مسلم جماعت کو ایک ایسے مکان میں لا کھڑا کیا جہاں وہ اسلامی تعلیمات پرعمل نہیں کر سکتے جہاں اخبارات میں انہیں نہ صرف غیرمسلم لکھا جاتا

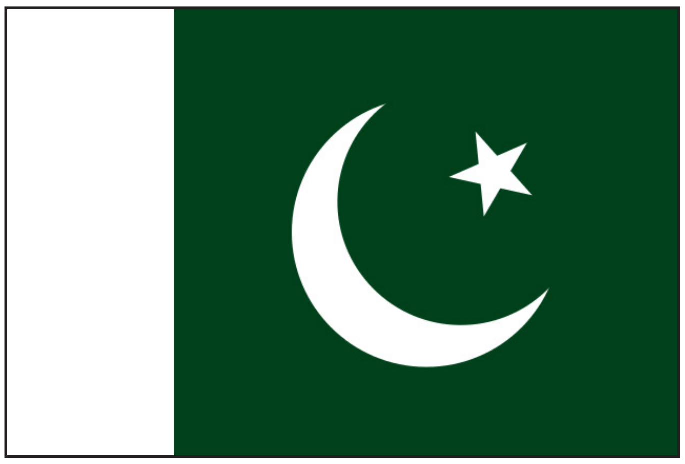

ہے بلکہ کافر، قادیانی اور مرزائی کے ناموں سے پکارا جاتا ہے جہاں سوشل بائیکاٹ کر کے مسلمان ہونے کی ترغیب دی جاتی ہے جہاں احمدی نوجوانوں کے لیے تعلیم اور بعد از تعلیم روزگار کے مسائل پیدا ہو چکے ہیں جہاں انہیں اپنے اسلامی تشخص کی حفاظت کے لیے اپنے بچوں کی تربیت گھر پر ہی کرنی پڑتی ہے جہاں قانون نافذ کرنے والے ادارے ان کے اسلامی حقوق ضبط کرتے ہوئے انہیں کم از کم تین سال تک جیل کی سزا سنا سکتے ہیں جہاں یہ سب مسائل ہوں وہاں احمدیہ مسلم جماعت کے سپریم لیڈر 'خلیفۃ المسیح' اپنی جماعت کی قیادت کیسے کر سکتے ہیں! ہاں احمدی مسلمان بہتر روزگار کے لیے اپنے معاشرے میں کاروبار کیسے کر سکتے ہیں۔

1970ء میں احمدیہ مسلم جماعت کے ایک وفد نے پاکستان کی قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کے سامنے پیش ہو کر اپنا نکتہ نظر بھی بیان کیا ..... پھر 1984ء کے بعد احمدیہ مسلم جماعت کے وکلاء نے ایک مرتبہ پھر معزز عدالتوں کے سامنے اپنے تحفظات مندرجہ بالا قوانین کے حوالے سے بیان کیے۔

البتہ پاکستان میں احمدیہ مسلم جماعت کے خلاف قوانین میں کوئی تبدیلی نہیں آئی 28 مئی 2010ء کا دن احمدیہ مسلم جماعت کی تاریخ میں بہت اہمیت رکھتا ہے جب احمدیہ مسلم جماعت لاہور کی دو جامع مساجد میں جمعہ کے وقت دہشتگردوں نے حملہ کر دیا۔

عین اس وقت جبکہ سینکڑوں احمدی نماز جمعہ کی ادائیگی کیلئے لاہور کی دو بڑی احمدیہ مساجد (دارالذکر (گڑھی شاہو) اور بیت النور (ماڈل ٹاؤن) میں جمع تھے بعض خودکش مسلح دہشت گردوں نے احمدیہ مساجد پر گولیوں اور گرنیڈوں کی اندھا دھن بوچھاڑ اور خودکش بم دھماکوں کے ذریعے حملہ کر کے معصوم اور نہتے نمازیوں کا بے دریغ خون بہایا یہ سفاکانہ کارروائی کئی گھنٹوں تک جاری رہی اس نہایت سفاکانہ اور بہیمانہ حملے کے نتیجے میں 86 احمدی شہید اور متعدد شدید زخمی ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اجتماعی شہادت کا یہ سب سے بڑا اور نہایت دردناک واقعہ ہے''

(پیش لفظ: شہدائے لاہور کا ذکر خیر)

ہم احمدی مسلم ہیں پاکستان بنانے والے ہیں

ہمیں غیر مسلم کہنے والو! ہم پاکستان کا ترانہ گانے والے ہیں
ہم قادیان سے ہجرت کر کے ربوہ کو اپنا گھر بنانے والے ہیں
ہمیں غیر مسلم کہنے والو! ہم توحید و رسالت ﷺ پر ایمان لانے والے ہیں ۔

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

ایڈیٹر کے نام خطوط

• مکرمہ ثمرہ خالد۔ جرمنی تحریر کرتی ہیں۔

ذیلی تنظیموں کے حوالہ سے خصوصی نمبرز کی اشاعت قابلِ تحسین آئیڈیا تھا جسے آپ کی ٹیم اور مصنفین کی محنت نے شاندار مقام پر پہنچایا۔ مضامین کے عقب میں تنظیمی جھنڈا کا عکس بہت بھلا دکھائی دیتا تھا۔ الغرض کہ ہر پہلو سے خصوصی نمبرز کو خاص بنایا گیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مکرمہ صدف علیم صدیقی کی تحریر گھر بستے بستے، بستے ہیں کو پڑھتے ہوئے یوں لگا گویا اپنے ہی دل کی آواز ہے جس کو موصوفہ نے بہت خوبصورتی اور مہارت سے الفاظ کا جامہ پہنایا۔ یہ حقیقت ہے کہ مکان کو گھر بنانے اور گھر کو گھر بنائے رکھنے میں بڑا عمل دخل عورت کی قربانی اور شکر گزاری کا ہی ہوتا ہے۔

• مکرمہ سیدہ ثریا صادق تحریر کرتی ہیں۔

الفضل آن لائن اپنے مضامین کے لحاظ سے نہایت معلوماتی اور سبق آموز ہے۔ ہر مضمون گویا کوزے میں بند ہوتا ہے۔ علم میں اضافے کا مُوجب ہوتا ہے۔ سب لکھنے والے نہایت عمدہ مضامین لکھتے ہیں۔ الفضل کی تصانیف علم وعرفان اور فصاحت میں ڈوبی ہوتی ہیں لیکن اتنی عام فہم ہوتی ہیں کہ قارئین کو سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ پھر اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صفاتی نام، حضرت مسیح موعودؑ کے ننانویں اسماء الحسنی (از میر محمد اسماعیل)، ادارے کے کتب کی لسٹ، یہ سب دستاویز ایسی ہیں جس کے لئے ہم الفضل کے نہایت ممنون ہیں اور اس سے مستفیض ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان خدمات کی جزائے خیر دے۔ آمین۔

اعلان ولادت

• مکرم شکیل احمد خان مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں کہ

خدا تعالیٰ نے اپنے بے پایاں فضل و احسان سے مورخہ 13اگست 2022ء کو خاکسار کی بیٹی عزیزہ امۃ الجمیل اور داماد عزیزم مبشر احمد مقیم گلاسگو اسکاٹ لینڈ کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ بچے کا نام ''عارض احمد'' تجویز ہوا ہے اور وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ نومولود محترم رانا نعیم احمد ساکن گلاسگو اسکاٹ لینڈ کا پہلا پوتا اور خاکسار کا پہلا نواسہ ہے۔ قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ مولا کریم بچے کو باعمر، نیک نصیب اور قرۃ العین بنائے۔ ہمیشہ اپنے فضلوں کے سائے میں رکھے اور دین و دنیا کی حسنات سے نوازے۔

• مکرم وسیم احمد ظفر نیشنل صدر و مبلغ انچارج جماعت احمدیہ برازیل اعلان بھجواتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے 26 مئی 2022ء کو مکرم ندیم احمد طاہر جنرل سیکریٹری جماعت احمدیہ برازیل اور مکرمہ ندا ندیم کو دوسری بیٹی سے نوازا ہے جس کا نام پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''جذبیہ طاہر'' تجویز فرمایا ہے نیز اس کو وقف نو کی بابرکت تحریک میں بھی شامل فرمایا ہے عزیزہ مکرمہ انیلہ ظفر صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ برازیل کی پوتی اور مکرم چوہدری وقار احمد خان ایڈوکیٹ سرگودہا و مکرمہ کنیز فاطمہ کی نواسی ہے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ ولادت ہر لحاظ سے مبارک کرے اس بچی جذبیہ ایزل طاہر کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ صحت و سلامتی والی دراز عمر عطاء فرمائے اسے اپنے والدین، خاندان اور جماعت کے لئے قرۃ العین بنائے نیز دین و دنیا کی حسنات سے نوازے اللہ تعالیٰ بچی کی والدہ کو بھی صحت سے رکھے۔ آمین

فقہی کارنر

نماز میں قرآن شریف کھول کر پڑھنا مناسب نہیں

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحبؓ نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ قرآن شریف کی لمبی سُورتیں یاد نہیں ہوتیں اور نماز میں پڑھنے کی خواہش ہوتی ہے۔ کیا ایسا کر سکتے ہیں کہ قرآن شریف کھول کر سامنے کسی رحل یا میز پر رکھ لیں یا ہاتھ میں لے لیں اور پڑھنے کے بعد الگ رکھ کر رکوع سجود کر لیں اور دوسری رکعت میں پھر ہاتھ میں اُٹھالیں۔

حضرت صاحبؑ نے فرمایا:۔

''اس کی کیا ضرورت ہے۔ آپ چند سورتیں یاد کر لیں اور وہی پڑھ لیا کریں''

(ذکرِ حبیب از حضرت مفتی محمد صادقؓ صفحہ 174)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

درخواست دعا

مکرم وسیم احمد سروعہ مربی سلسلہ شمالی مقدونیہ لکھتے ہیں۔

خاکسار کی ہمشیرہ عزیزہ ریحانہ مبارک سروعہ مقیم لندن اندرونی انفیکشن کی وجہ سے بیمار ہیں۔ کافی دنوں سے بخار نہیں اُتر رہا ہسپتال میں داخل ہیں۔ رسولیوں کا آپریشن متوقع ہے لیکن اس میں بھی پیچیدگی ہے احباب جماعت سے عزیزہ کی کامل وعاجل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

ایک سبق آموز بات

ایک کہاوت ہے کہ دانتوں کو غریبی نظر نہیں آتی۔ (انٹرنیٹ)

آج کل سوشل میڈیا پر چھوٹے چھوٹے نادار اور غریب بچوں کی تصاویر اور ویڈیوز شیئر ہوتی ہیں۔ جس میں بچے ایک روٹی کا ٹکڑا لئے نوچتے نظر آتے ہیں یا ایک پلیٹ کھانا لئے جلد جلد کھاتے نظر آتے ہیں۔

ہمارے ہاں اس سے ملتی جلتی کہاوت ہے کہ پیٹ سب کو لگا ہے۔

اسی طرح ایک صوفیانہ کہاوت ہے کہ خدا بھوکا اٹھاتا ہے، بھوکا سلاتا نہیں۔ اس کہاوت سے وہ حدیث بھی ذہن میں آجاتی کہ ایک صحابی رسول اللہؐ بائیکاٹ کے ایام میں جو پاؤں تلے نرم آیا، نگل لیا۔

ذیشان محمود۔ سیرالیون

طلوع وغروب آفتاب

25/اگست2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:43	18:43
مدینہ منورہ	04:39	18:47
قادیان	04:34	19:01
ربوہ	04:14	18:41
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:35	20:05